رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۷) بابت ماہ نومبر ۱۹۲۱ء نمبر (۱۱)

قیمت سالانہ چار روپے آٹھ آنے

یہ کار ثواب ہے کہ آپ ان رسالجات کی خریداری بڑھائیں کیونکہ ان رسالوں کے منافع کا کثیر حصہ ووکنگ مسلم مشن پر خرچ ہوتا ہے۔ ہر دو رسالوں کی دس دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ایک تہائی اخراجات کی ذمہ وار ہو سکتی ہے

درخواست ہائے خریداری بنام خواجہ عبد الغنی منیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

ضروری اعلان

(۱) تمام ترسیل زر متعلقہ رسالہ اسلامک ریویو و وکنگ مسلم مشن بنام فنانشل سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور اور باقی کُل خط و کتابت بنام مینیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور ہونی چاہیئے۔

(۲) اشاعت اسلام ماہواری رسالہ ہے۔ اور ہر انگریزی ماہ کی پہلی تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے۔

(۳) رسالہ اشاعت اسلام کا چندہ بنام مینیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور ارسال فرمائیں۔

(۴) خریداران رسالہ ازراہ کرم خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور لکھا کریں۔ مینیجر

زکوٰۃ و صدقات کا بہترین مصرف

از روئے تعلیم قرآن اشاعت اسلام بھی مصرف زکوٰۃ ہے اگر آپ صرف زکوٰۃ کو ان رسالوں کی مفت تقسیم پر یا اس اسلامی مشن کی دیگر ضروریات پر خرچ کریں تو آپ اپنے فرض سے سبکدوش ہونگے۔ سیکرٹری

اسلام کی سخت احتیاج

اس وقت یہ ہے کہ اسکی اصل تعلیم کو بلاد غربیہ کے کونوں میں پہنچایا جائے۔ اور اسکے چہرے سے ان بدنما داغوں کو دُور کیا جائے جو پادریوں کی افترا کا نتیجہ ہیں مسلمانو! اس کام میں ہماری مدد کرو۔ سیکرٹری

مُسلمان بیبیوں اور بچیوں کے پڑھنے اور مطالعہ میں رکھنے کے قابل

نادر اور مفید کتابیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
رسول عربی	۸ ر	معلمہ	۱۲ ر
اُمت کی مائیں	۷ ر	ثریا بیگم	۸ ر
اصحاب کرام	۳ ر	رنج و راحت	۷ ر
امام حسنین	۴ ر	جمیلہ خاتون	۴ ر

Prof. Abdul Karim Kpakpa-Quartey.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

جلد (۷) بابت ماہ نومبر ۱۹۲۱ء نمبر (۱۱)

فہرست مضامین

نمبر	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	شذرات	مترجم	۶۰۲
۲	واقعات حاضرہ میں ہمارا مسلک	از خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری	۶۰۲
۳	نامہ ووکنگ	از مولوی دوست محمد صاحب ووکنگ	۶۰۵
۴	رسید زر	از فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن لاہور	۶۱۵
۵	مسائل حاضرہ پر چند اعتراضات کے جواب	از حضرت مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ	۶۱۷
۶	اہلکتاب	ایڈیٹر	۶۳۷
۷	قربانی کا آغاز	از محمد صادق ڈڈلے رایٹ نومسلم	۶۴۳
۸	غزوات نبوی	از مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی اے مسلم مشنری	۶۴۶

شذرات

اِس رسالہ کو جناب پروفیسر عبدالکریم صاحب کیکپا کے فوٹو سے زینت دیجاتی ہے۔ پروفیسر موصوف نائیجیریا مغربی افریقہ کے باشندے ہیں۔ آپنے بذریعہ چٹھی اعلان اسلام کیا ہے۔ آپ کا ایک مضمون "اسلام کا عروج" کے عنوان کے نیچے رسالہ ستمبر ۱۹۱۲ء میں شائع ہو چکا ہے۔ جس سے ناظرین کرام سے پروفیسر موصوف کا تعارف ہو چکا ہے۔

واقعاتِ حاضرہ میں ہمارا مسلک

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری)

کس مسلم کا دل ہے جو اس وقت رنجور نہیں۔ مسئلۂ خلافت ایک امرِ حقہ ہے۔ جس کے قیام کیلئے مناسب جد و جہد کرنا ہمارا ایک امر مذہبی ہے۔ آجکل سیاسیات جو دن بدن اپنے اندر مذہبی پہلو لیتی جاتی ہیں لیکن ان سب امور کے مقابل جو کام ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہم اس کو از روئے تعلیم قرآن مسلمانوں کی کُل موجودہ سرگرمیوں سے زیادہ اہم اور ضروری سمجھتے ہیں۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ ہمیں معاذ اللہ خلافت یا دیگر امور کا استخفاف منظور ہے۔ ہم تو اسکے متعلق کوشش کرنا ایک اسلامی فرض سمجھتے ہیں لیکن ایک طرف تقسیم عمل کا مقدس اصول جسے سب سے اوّل قرآن کریم نے تعلیم کیا ہمارے پیش نظر ہے۔ دوسری طرف قوم کی بدقسمتی ہے۔ کہ اشاعتِ اسلام کا کام اپنے اصلی معنوں میں دن بدن مسلم بھائیوں کی توجہ سے نکلتا جاتا ہے میں ہندوستان بھر میں کوئی جماعت اسوقت نہیں دیکھتا جس کا بحیثیتِ مجموعی نصب العین اشاعتِ اسلام

ہو۔ یہ تو وہ کام تھا۔ کہ جس کیلئے ہزاروں مُبلّغین اُٹھ کھڑے ہوتے۔ لیکن ہمیں یہ کہا جاتا ہے۔ کہ واقعات حاضرہ کا تقاضا یہی ہے کہ سردست اشاعت اسلام کے فرض کو بھی ایک طرف رکھ کے ہم اپنی ساری کوششیں خلافت اور سیاسیات کی طرف لگادیں۔ مجھے خود میرے بعض عزیز دوست مجبور کرتے ہیں۔ کہ میں ووکنگ چھوڑ کر میدان سیاسیات میں آجاؤں۔ چنانچہ میرے بعض احباء اس امر پر اس قدر مُصر ہیں۔ کہ اُنھوں نے خود تو ہمارے مُعاملات میں عملی حصّہ لینا چھوڑ دیا اور اب مجھے اپنی طرف بُلا رہے ہیں۔ بعض تو اس سے بھی آگے چلے گئے ہیں۔ جو کل تک اپنی قلم و زبان کو خدمات ووکنگ کے لئے وقف کر چکے تھے۔ وہ آج ہم سے برسرِ پیکار ہیں۔ مجھے ان اصحاب کیخدمت میں صرف اسی قدر کہنا ہے۔ کہ اشاعت اسلام اور خلافت دونوں کا ذکر قرآن میں ہے۔ لیکن ایک کو تو مُسلمانوں کا فرضِ اوّلین ظاہر کیا گیا ہے۔ اور دوسرے کو بطور انعام ذکر کیا گیا ہے۔ اشاعت اسلام کیلئے مسلمانوں میں ایک جماعت کے ہونے کا حکم دیتا ہے۔ اور خلافت کا ہم سے وعدہ کرتا ہے۔ بشرطیکہ ہم مومن ہوں۔ اسلئے جہاں ہم خلافت کیلئے کوشش ضروری سمجھتے ہیں۔ وہاں ہم اسکے لئے اشاعت اسلام کو چھوڑ نہیں سکتے۔ علاوہ ازیں جو امر اس وقت مجھے تکلیف دے رہا ہے وہ یہ ہے۔ کہ میں

"رفتن بہ پائے مردی ہمسایہ در بہشت"

کو ایک امر مذموم قرار دیتا ہوں۔ مجھے جہاں پولیٹیکل سرگرمیوں سے بہت حد تک ہمدردی ہے۔ وہاں میں مسلمانوں میں غلامی اور غیر کے پیچھے چلنے کی عادت کو بڑھتا دیکھتا ہوں۔ میں نے اپنی کتاب "راز حیات" میں اسبات پر خاص کر زور دیا۔ کہ ہماری نجات اسی میں ہے۔ کہ ہم اپنے قدموں

پر چلیں۔ اپنے پاؤں پہ اُٹھیں۔ اس وقت ہماری رسی ہمارے اپنے ہاتھ میں نہیں۔ جس پر ہم چل رہے ہیں۔ اس راستہ کے غلط یا صحیح ہونے کا سوال نہیں۔ بڑے سے بڑا خطرہ جو ہمارے سامنے ہے وہ اسبات میں ہے۔ کہ ہم خودداری۔ خود اعتمادی کو چھوڑ کر اپنے قواء کو اپنے فائدہ کیلئے استعمال کرنا چھوڑتے جاتے ہیں۔ اور ایکدن مُردہ بدست زندہ ہو جائینگے انہی امور کو سامنے رکھ کر اخویم مکرم حضرت قبلہ مولینا مولوی محمد علیصاحب مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی نے بحیثیت امیر قوم احمدیہ ایک پمفلٹ کے ذریعہ جماعت کو مخاطب کیا جن میں انہی امُور پر بحث کیگئی ہے۔ گو اس پمفلٹ کے مخاطب اوّل احمدی احباب ہیں۔ اور اس پمفلٹ کا ایک حصہ اسی نکتہ خیال سے لکھا گیا۔ لیکن میں اس پمفلٹ کو کل مسلمان بھائیوں کیلئے بہت حد تک ایک امر ہدایت سمجھتا ہوں۔ اسمیں یہی دو باتیں نہایت قابلیت کے ساتھ بحث کی گئی ہیں۔ اشاعت اسلام اور سیاسیات میں سے کارکنان اشاعت اسلام کس امر کو ترجیح دیں۔ دوسرا یہ کہ کس انداز پر موجودہ اتحاد ہندو مسلم میں جو بنفسہ ایک امر رحمت ہے کن امکانی خطرات کو ہمارے لئے پیدا کر رکھا ہے۔ میں نے پسند کیا کہ ناظرین رسالہ اس وقتی نصیحت سے جو حضرت مولانا موصوف نے اپنی جماعت کو دی ہے اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ اسلئے میں نے آپ کی تحریر کو اس رسالہ میں درج کر دیا ہے میں اماہ اکتوبر کی ۲۹ تاریخ کو بغرض انگلستان بمبئی سے روانہ ہوتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے ایک طرف تو چند مبلغین کا سامان پیدا کر دیا جو میرے ہمراہ انگلستان میں تبلیغ کا کام کرینگے جنمیں سے دو مکرم بھائی انگلستان کیطرف روانہ ہو چکے ہیں ماسٹر یعقوب خان صاحب بی اے۔ بی ٹی اور پیرزادہ محمد امین صاحب قریشی دوسری طرف خدا تعالیٰ کی نصرت عین اس وقت ایک نیا میدان ہمارے سامنے کھولتی ہے۔ گذشتہ ستمبر جو ایک عظیم الشان مباحثہ کیمبرج میں ہوا۔ اور جسمیں چوٹی کے پادریوں اور معلمانِ عیسائیت نے اسمیں بڑے زور شور کے ساتھ یہ امر کثرت رائے سے

طے پایا کہ مسیح نہ خدا تھے۔ نہ اُنھوں نے کہیں خدائی کا دعویٰ کیا نہ واقعات مندرجہ بائیبل سے یہ کہیں ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا تھے۔ خدا تعالیٰ کی شان جس امر کو ثابت کرنا ہمارا فرض تھا۔ اور جس سے عہدہ برآ ہونے میں شاید ہمیں صدیاں لگ جاتیں۔ وہ قدرت کاملہ نے خود بخود کرا دیا۔ وہی جو حامیٔ عیسائیت تھے۔ آج غارت گر مسیحیت ہو رہے ہیں یہ خدا کے کام ہیں۔ اور ہماری نگاہ میں عجیب ہیں۔ اس امر پر انشاء اللہ العزیز میں رسالہ دسمبر میں کچھ لکھونگا لیکن ہمارے معاونین اس رسالہ میں بھی اپنی خوشی کا سامان بوجہ احسن پالینگے۔ جب وہ عزیز دوست محمد صاحب نزیل مسجد ووکنگ کے قلم سے نامہ ووکنگ اسی رسالہ میں پڑھینگے +

نامۂ ووکنگ

آسماں سے ہے چلی توحید خالق کی ہوا

مسیح خدا نہ تھا

ڈین آف کارلائل کی آواز

اور

کلیسائے مسیحیت میں شور و فساد

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں حشمۂ توحید پر از جاں نثار

ہمارے ناظرین غالباً اس سے باخبر ہوں گے۔ کہ گذشتہ ۱۲۔ اگست کو کیمبرج میں حضرات پادری کی ایک کانفرنس "ماڈرن چرچمینز کانگریس" (عہد حاضرہ کے

کلیسائیوں کی کانگریس اکے نام سے منتخب ہونے والی تھی ؛

اس کانگریس میں جو کچھ بیان کیا گیا۔ اور بالخصوص ڈین آف کارلائل ڈاکٹر ہیتھون ہیکر لیڈی مارگریٹ۔ پروفیسر ڈیونٹی اور ریورنڈ ایچ ڈی۔ اے میجر پرنسپل آف رپن ہال آکسفورڈ جیسی با عظمت شخصیتوں نے الوہیت مسیح کا کھلے طور پر انکار کر کے کلیسیائے مسیحیت پر جو ستم ڈھایا۔ وہ سننے کے قابل ہے۔

مسیح بحیثیت ولد اللہ یہ اس بحث کا عنوان تھا جو کانگریس میں ۱۲۔ اگست کو مذکورہ بالا اصحاب کے اظہار خیالات کا موجب ہوئی۔ ان میں سب سے زبردست تقریر یا بقول ریورنڈ بی جی بورشیر کلیسائے مسیحیت پر زبردست "گولہ باری" ڈین آف کارلائل نے کی۔ تقریر کو شروع کرتے ہوئے انھوں نے کہا۔ کہ

"آئے دن یہ مطالبہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ کہ آزاد خیال ماہران علوم دینیہ صفائی کے ساتھ لوگوں کو یہ بتائیں کہ جب وہ الوہیت مسیح کے متعلق اپنی روائتی زبان کو استعمال کرتے ہیں تو در اصل اس سے ان کی کیا مراد ہوتی ہے"؛

اس کے بعد ڈین موصوف نے الوہیت مسیح کے متعلق ان خیالات کا اظہار کیا جو وہ رکھتے ہیں

"مسیح نے خدائی کا دعوے نہیں کیا" سب سے پہلے ڈین موصوف نے بتایا۔ کہ:۔

"عیسیٰ نے خود خدا ہونے کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اپنے آپ کو مسیح کہا ہو لیکن ان کے کسی بھی ایسے قول سے جو تنقید کی کسوٹی پر پورا اتر چکا ہو۔ یہ مستنبط نہیں ہو سکتا۔ کہ ان کا تعلق جناب باریتعالیٰ سے کچھ ایسا تھا جو ایک انسان کا تعلق اپنے خدا سے نہیں ہو سکتا۔ انجیل چہارم کے وہ بیانات جو پہلی ہر سہ اناجیل کے متشابہ بیانات سے مختلف سمجھے جاتے ہیں بطور تاریخ تسلیم نہیں کئے جا سکتے"؛

"مسیح انسان تھا" دوسری بات جو ڈین موصوف نے دوران تقریر

میں کہی تھی وہ یہ تھی۔ کہ

مذکورہ بالا خیالات کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ جناب عیسیٰ اصلی اور صحیح معنوں میں انسان تھے۔ اور کہ محض انسانی قالب یا جسم ہی وہ نہ رکھتے تھے۔ بلکہ انسانی روح۔ انسانی قوی اور استعدادیں اور انسانی خواہشات سب آپکے اندر تھیں +

"مسیح کی رُوح قبل از پیدائش موجود نہ تھی"

تیسرا یہ دعویٰ تھا جو ڈین موصوف نے کیا اور کھلے لفظوں میں بتایا۔ کہ

"یہ خیال کہ مسیح علیہ السلام کی رُوح پیدائش سے پہلے موجود تھی ویسا ہی ایک غلط اور بے بنیاد خیال ہے اس اعتقاد کا قطعی کوئی ثبوت پایا نہیں جاتا۔ ہاں اگر اس کے ساتھ یہ بھی مان لیا جائے کہ تمام ہی انسانوں کی روحیں پیدائش سے قبل موجود ہوتی ہیں تو یہ ایک بالکل الگ امر ہے لیکن یہ عیسویت کی مسلمیات نہیں"

"کنواری کے پیٹ سے پیدا ہونا معجزات کرنا مسیح کی خدائی کی دلیل نہیں"

چوتھی بات ڈین موصوف نے یہ کہی کہ

"مسیح کی خدائی لازمی طور پر اس کا کنواری کے پیٹ سے پیدا ہونا یا دوسرے معجزے کا اس سے ظہور ہونا ثابت نہیں کرتی۔ کنواری کے پیٹ سے پیدا ہونا۔ اگر تاریخی طور پر ثابت بھی ہو جائے تو بھی مسیح کی خدائی پر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی نہ ہی اس کے غلط ثابت ہونے سے اس اعتقاد پر کوئی اثر پڑ سکتا ہے" +

مسیح عالم کُل نہ تھا

پانچویں اور سب سے آخری بات جو ڈین موصوف نے کہی اور جو گویا الوہیت مسیح کے خلاف ایک سب سے کاری حربہ کا کام دے سکتی ہے۔ یہ ہے!

"مسیح کی الوہیت اس کے عالم کُل ہونے کی شاہد نہیں کوئی ثبوت اس بات کا ہمارے ہاتھ میں نہیں کہ مسیح ناصری کو ان دماغی بیماریوں کے متعلق جو انکے زمانہ میں آسیب یا بھوت پریت کا اثر

سمجھی جاتی تھیں۔ اپنے معصر دنیں بڑھ کر کچھ علم حاصل تھا! اور ان بیماریوں کی اصلیت اور اُن کی سائنس سے وہ واقف تھے۔ بلکہ اس بارہ میں ان کا علم ویسا ہی نظر آتا ہے جیسا کہ عہد نامہ عتیق کی پہلی پانچ کتب اور غزلات داؤد کے مصنفین کے بارہ میں اس حقیقت کا انکار بہت مشکل ہے کہ جناب مسیح نے مستقبل کے متعلق بہت سی ایسی امیدیں دلائی ہیں جن کو تاریخ نے غلط ثابت کر دکھایا ہے "

"ریورنڈ ایچ ڈی۔ اے میجر کے خیالات دربارہ ابنیت مسیح"

ریورنڈ ایچ۔ ڈی۔ اے میجر پرنسپل رپن ہال آکسفورڈ۔ مذکورہ بالا بحث کا افتتاح کرنیوالے تھے۔ اپنی افتتاحی تقریر میں انہوں نے الوہیت و ابنیت مسیح کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا وہ بھی ذرا سننے کے قابل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ

"اس حقیقت کو صفائی کے ساتھ جان لینا چاہیئے۔ کہ مسیحؑ نے اناجیل میں نہ جسمانی طور خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جیسا کہ کنواری کے پیٹ سے پیدائش کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے، اور نہ ہی غیر جسمانی رنگ میں ابن اللہ ہونے کا دعویٰ ان سے ثابت ہے۔ جیسا کہ مجلس نائیس کی قرار دادیں مقتضی ہیں۔ آپ نے ابن اللہ ہونے کا دعوے اخلاقی رنگ میں کیا یعنے اس رنگ میں جس کی رُو سے تمام انسان خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے بچے ہونے کا اور اخلاقی تصور رکھنے اور ان اخلاقی اصولوں پر عامل ہو سکتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کے زیر عمل ہیں +

ڈاکٹر بیتھیون بیکر کے نزدیک مسیح کو وہم بھی اپنے خدا ہونے کا نہیں ہوا

اسی قسم کے خیالات کا اظہار ڈاکٹر بیتھیون بیکر نے جو کلیسیائے انگلستان میں ایک مسلمہ حیثیت رکھنے اور بہت سی کلیسیائی ڈگریوں سے آراستہ ہیں کیا اور کھلے لفظوں میں کہا۔ کہ

"میں ایک منٹ کے لئے بھی اس بات کو خیال میں نہیں لا سکتا۔ کہ مسیح کو کبھی اپنی الوہیت کا واہمہ بھی ہوا تھا +

"ریورنڈ پارسن کا خیال کہ مسیح انسان اور فلسطین کا ایک یہودی تھا"

ایک اور پادری صاحب بنام ریورنڈ رچرڈ جی پارسنز کا بیان بھی سننے کے قابل ہے فرماتے ہیں کہ

"مسیح ایک انسان تھا اور خالص بالکل کامل طور پر بغیر کسی خصوصیت کے انسانیت کی ہی صفات سے آراستہ تھا۔ وہ فلسطین کا ایک یہودی تھا جس نے انسانی زندگی کی حدود اور حالات کے مطابق اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اپنے زمانہ کے لحاظ سے کسی قدر عجیب خیالات رکھتا تھا۔"

قرآن کریم کا ایک بڑا معجزہ

قبل اس کے کہ ہم یہ بتائیں کہ ان خیالات کا اثر یہاں کے عام مذہبی حلقوں پر کیا ہوا عام ارباب کلیسیا نے ان کو کن نظروں سے دیکھا اور سنا اور کیا کچھ ان پر جرح و قدح کی۔ ہم قرآن کریم کے اس معجزہ کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو آج سے سو اتیرہ سو سال پیشتر صادر ہوا۔ اس وقت جبکہ ان موحدانہ خیالات کو عیسائی دنیا میں عام طور پر کوئی جانتا بھی نہ تھا جبکہ یہودی اور عیسائی یعنی مخالفین اور موافقین مسیح کی ہر دو بڑی بڑی قومیں اس بات پر متفق تھیں کہ مسیح علیہ السلام نے ضرور خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہا۔ اس وقت عرب کا ایک امی انسان جس کو نہ انجیل کا علم تھا اور نہ عیسائیوں کے کسی بے حقیقت موحدین کے گروہ کے خیالات سننے کا اتفاق ہوا تھا اللہ تعالیٰ سے علم پاکر پکارتا ہے کہ مالھم بہ من علم ولا لابائھم کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا ۔

ڈین آف کارلائل اور ان کے ہمنوا پادری صاحبان آفرین کے مستحق ہیں کہ انھوں نے موجودہ علمی روشنی سے فائدہ اٹھا کر مسیح علیہ السلام کو اس الزام سے بری قرار دیا۔ کہ انھوں نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا لیکن قرآن کریم نے اس وقت میں جب کہ ایسی علمی روشنی کا ہونا تو ایک طرف جہالت کے پردہ کو زیادہ تاریک کرنے کی کوشش خود اہل کلیسیا کی طرف سے جاری تھی خود جناب مسیح کا یہ اقرار بارگاہ ایزدی میں بتایا کہ ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ

ان اعبدوا اللہ ربی وربکم +

مسیح کی انسانیت کو ثابت کرنے کیلئے ڈین آف کارلائل کو نو خدا جانے کس قدر جتن کرنے پڑیں۔ قرآن کریم نے مسیح اور ان کی والدہ علیہما السلام کے متعلق کان یاکلون الطعام کہ کر تمام بحث ہی کا خاتمہ کر دیا +

مسیح کی روح قبل از پیدائش تھی یا نہ تھی اور آیا کنواری کے پیٹ سے پیدا ہونا اسکی خدائی کی دلیل ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ان بحثوں کو بھی قرآن کریم نے جس حکیمانہ طریق سے ایک ہی آیت میں یہ کہ کر ختم کر دیا۔ کہ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون +

غرض یہ کس قدر معجزہ قرآن کریم کا ہے جو اس کے کلام الٰہی ہونے پر ایک کھلی دلیل ہے۔ کہ جو باتیں آج علمی روشنی کے ماتحت تحقیق و تدقیق سے پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہیں۔ وہ اس نے اس وقت کہدی تھیں۔ جبکہ ان کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ ومن اصدق من اللہ قیلاً +

اہل کلیسیا کی مذبوحی حرکات

ان سب باتوں کے باوجود۔ یہ امر نہایت تعجب انگیز ہے کہ ابھی تک اہل کلیسیا میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو اس قدر سچی اور پکی باتوں کو ماننا تو ایک طرف سننا بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ڈین آف کارلائل کی مندرجہ بالا تقریر کا شائع ہونا تھا کہ عام اہل کلیسیا نے ایک فتنہ بے تمیزی برپا کر دیا۔ اخبارات کے کالموں کے کالم انھوں نے بحث پر صرف کرنے شروع کیئے۔ کہ ڈین موصوف نے جو کچھ کہا ہے وہ کس قدر خلاف حق ہے۔ گرجاؤں کے اندر اتوار کے دن ڈین موصوف پر پلیٹ فارم سے بہت کچھ لے دے کی گئی اور کیجارہی ہے۔ گذشتہ ۱۴ اگست عید الضحیٰ کی تقریب تھی جو حسب معمول ووکنگ مسجد میں منائی گئی۔ جہاں اخبارات کے نامہ نگار اور مصور بھی موجود تھے اتفاق سے یہ اتوار کا دن تھا۔ اور ڈین موصوف کی تقریر کا تازہ تازہ اعلان ہونے کے باعث گرجاؤں میں اسی پر وعظ کیے جانیوالے تھے

جن کے سننے کیلئے لوگ جوق درجوق وہاں بھی گئے یہاں تک کہ ایک اخبار (ڈیلی گرافک) اس کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے :-

"لندن کوئی مذہبی شہر نہیں۔ جیسا کہ خیال ہوتے بہت سے غور و خوض کے ساتھ گنتی کرنے سے معلوم ہوا ہے اسمیں ایک انسان بھی لندن کی کسی عبادتگاہ میں اکثر تب بھی اتوار کو نہیں جاتا لیکن کل بہت سے گرجاؤں میں خاص حاضری تھی۔ تاکہ لوگ سنیں۔ کہ پادری صاحبان ان حیرت انگیز بیانات کے متعلق جو اعلیٰ پایہ معلمین مذہبی نے دیئے ہیں کیا کہتے ہیں"۔

لیکن تعجب اور حیرانی کی بات ہے کہ باوجود اس شور و غوغا کے جو بہت سے پادریوں نے ڈین موصوف کی تقریروں پر مچایا کام کی بات ایک بھی نہیں کہی کوئی ثبوت انجیل سے نہیں دیا گیا جس سے مسیح کی الوہیت ثابت ہوسکے۔ اور خود مسیح کا دعویٰ خدا ہونے کا ہو۔ بلکہ اس کے خلاف جو کچھ کہا۔ وہ حرکات مذبوحی کے سوائے اور کچھ نہیں۔ ایک پادری صاحب نے کہا کہ

"مسیح اگر فی الحقیقت خدا نہیں تو تاریخ عالم میں سب سے بڑھ کر کذاب ہے (معاذ اللہ) اس کے برخلاف اگر وہ ابن اللہ نہیں۔ تو تمام اناجیل بےمعنی اور مہمل ہیں"۔

انہی پادری صاحب کا ارشاد ہے :-

"اس شہر (لندن) کے قریباً ایک ملین (دس لاکھ) انسان آج مسیح کو خدا کا بیٹا مانتے ہوئے اسکی عبادت کیلئے گرجوں میں گئے بحالیکہ ڈین آف کارلائل نے اسکو یوحنا بپتسمہ دینے والے کے برابر ٹھیرا دیا ہے ڈین کے خیالات نہایت افسوسناک ہیں! اور عیسائیت کی عین بنیاد پر ضرب لگانے والے"۔

پھر ایک گیت کی طرف اشارہ کرکے جو اس وقت گرجا میں گایا گیا تھا اور جس میں مسیح کو پاک اور مقدس اور اس کے کاموں کو عجیب و غریب قرار دیا گیا ہے فرماتے ہیں۔ کہ

"اگر مسیح خدا کا بیٹا نہیں تو یہ تمام گیت ایک بیہودہ بات ہے"۔

لیکن ایک اور پادری صاحب نے دلیل بھی مسیح کے ابن اللہ ہونے کی دی ہے جو سننے کے قابل ہے فرماتے

ہیں۔ کہ

"میں پورے یقین اور ایمان کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتا ہوں کہ مسیح خدا تھا۔ اور انسان بھی۔" "میرے لئے یہ نہایت مشکل ہے کہ چند منٹوں میں اپنے اس ایمان کے دلائل بتا سکوں لیکن جس قدر سادہ دلائل میں دے سکتا ہوں۔ میں تمہیں دیتا ہوں":-

"سب سے پہلی بات یہ ہے کہ مسیح نے کبھی یہ دعا نہیں کیا۔ اور شیخی نہیں ماری کہ میں خدا کا بیٹا ہوں اور میں خدا ہوں۔ نہ ہی ایسے محاورات استعمال کئے جس سے لوگوں پر اس کا اثر ڈالنے کی کوشش مقصود ہو۔ لیکن کوئی جنٹلمین بھی تو یہ کہتا نہیں پھرتا کہ میں جنٹلمین ہوں۔ وہ جنٹلمینوں کی طرح رہتا ہے۔ وہ جنٹلمین ہے۔ اور کبھی اسکو ضرورت ایسی شیخی بگھارنے کی نہیں۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ مسیح نے الوہیت کی زندگی بسر کی۔ کیونکہ وہ خدا کا بیٹا تھا" +

چہ خوش! کیا عجیب دلیل مسیح کے خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کی ہے کہ انہوں نے خود اس کا دعوی نہیں کیا۔ یعنے خدا کیلیے یہ واجب ہی نہیں کہ وہ اپنے آپ کو خدا کہے۔ ڈر ہے کہ کہیں پادری صاحب کل کو اپنے آپ کو انسان کہنا بھی انسانیت کے خلاف نہ سمجھنے لگیں۔ یہی دلیل ہمارے محمودی صاحبان بھی مسیح موعود کی نبوت کی تائید میں دیا کرتے ہیں۔ کہ جہاں حضرت میرزا صاحب نے اپنی نبوت سے انکار کیا ہے۔ وہ بطور کسر نفسی ہے۔ حالانکہ یہ ایسا ہے جیسے ایک شخص کو گورنمنٹ مجسٹریٹ بنائے۔ اور وہ کہے۔ کہ نہیں صاحب! میں مجسٹریٹ نہیں +

افسوس ان لوگوں کو اتنی سمجھ نہیں۔ کہ کسر نفسی اور ایک منصب یا ایک جنس میں سے ہونے کا اقرار یا انکار دونوں مختلف باتیں ہیں۔ خدا ہرگز اپنی خدائی سے انکار نہیں کیا کرتا۔ نہ ہی نبیوں کی یہ شان ہے کہ وہ اپنی نبوت سے انکار کریں +

غرض کہ یہ اور اسی قسم کی بہت سی حرکات مذبوحی ہیں جو پادری صاحبان سے صادر ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دل سے وہ بھی کھائے ہوئے

ہیں۔ ایک نہایت معزز اخبار نویس اور ممبر پارلیمنٹ کا قول ہے کہ اسّی فیصدی پادری ایسے ہیں جو عیسائیت کے معتقدات پر دل سے ایمان نہیں رکھتے۔ اور صرف اتوار کے دن پادریانہ جبّہ پہن کر نماز پڑھا آتے ہیں۔ سچ فرمایا حضرت مسیح موعود نے ؎

دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

مسلمانوں کی عید اور عیسائیوں کا ماتم

اُوپر لکھا جا چکا ہے کہ جس دن کلیساؤں کے اندر ڈین آف کارلائل کی مندرجہ صدر تقریر کا رونا رویا جا رہا تھا۔ اسی دن مسلمانوں کے ہاں تقریب عید تھی۔ اخبار ڈیلی گرافک نے مسلمانوں کی نماز عید اور ان گرجا والوں کی تصاویر کو اکٹھا شائع کیا ہے۔ اور مسلمانوں کی نماز عید کی تصویر کے نیچے یہ چلتا سا فقرہ لکھا ہے:۔

"یہ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ مسلمانوں کا عظیم الشان تہوار اس ہلچل کے موقعہ پر منایا جاتا ہے۔ جو ڈین آف کارلائل اور دیگر پادریوں کی تقاریر بر موقعہ کیمبرج کانفرنس سے پیدا ہوئی ہے۔ یعنے وہ تقاریر جو الوہیت مسیح کے اعتقاد کو مشکوک کرنے والی ہیں"+

سینٹ پال کے گرجا سے نکلنے والوں کی تصویر کے نیچے لکھا ہے۔

"ایک حیرت انگیز اختلاف ان مسلمان عبادت گذاروں کے سے جو اوپر کی تصویر میں دکھائے گئے ہیں۔ ان لوگوں کو سے جو کل تیسرے پہر سینٹ پال میں سے عبادت کر کے نکلے کل لنڈن کے گرجوں میں عبادت کے موقعہ پر ہزارہا عبادت گذار ڈین آف کارلائل کے الفاظ پر وہ الفاظ جو عیسائیت کی جڑوں تک پہنچتے ہیں۔ نہایت رنج اور درد کے ساتھ غور و فکر میں مبتلا تھے"+

یہ ہے وہ اثر جو ڈین آف کارلائل کی مندرجہ بالا تقریر نے عام طور پر پیدا

کیا عجب ہے کہ ڈیلی گرافک نے مسیحیت کے اس تزلزل اور اسلام کے شاندار ظہور کے جو توحید الٰہی کی ایک کامل و مکمل تصویر بن کر ہر سال آتا ہے۔ ایک ہی دن واقعہ ہونے کی طرف جو اشارہ کیا ہے۔ اسمیں کچھ مصلحت الٰہی پنہاں ہو۔ اور اب وہ دن جلد آنیوالا ہو۔ جب اسلام کا سراج منیر اپنی پوری درخشانی کے ساتھ جلوہ نما ہو کر باطل کی تاریکیوں کو نیست و نابود کریگا۔ کیا عجب ہے کہ ماموِر ربّانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا وہ کلام جو آج سے ۱۶ برس قبل شائع ہوا۔ آخر کار پورا ہونے کا وقت آگیا ہو۔ اور آپ کے ذیل کے اشعار اب حقیقت کا جامہ پہننے والے ہوں

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار
آ رہا ہے اِس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار
باغ میں ملّت کے ہے کوئی گُلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار
آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار
ہر طرف ہر مُلک میں ہے بُت پرستی کا زوال
کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عزّ و وقار
آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو مُنہ کریں بک بک ہزار

خاکسار دوست محمد خاں از مسجد ووکنگ انگلستان ۲۴ اگست ۱۹۲۱ء

رسید زر

بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۱ء

	روپیہ	آنہ	پائی
امداد مشن جناب کے انوار علی صاحب نگر کا کنڈا	۳	.	
〃 جناب شیخ برکت اللہ صاحب لاہور	۵	.	.
〃 〃 عبدالرزاق صاحب لاہور	۵	.	.
〃 〃 ڈاکٹر غلام محمد صاحب 〃	۴۰	.	.
〃 〃 شیخ خدا بخش صاحب مردان	۱۰	.	.
〃 〃 غلام نبی صاحب دیناج پور	۱۰	.	.
زکوٰۃ 〃 چراغ الدین صاحب ٹوت جموں	۵	.	.
امداد مشن 〃 منہاج الدین صاحب مردان	۵	.	.
〃 〃 مصدق الدین احمد صاحب شملہ	۵	.	.
قیمت تفسیر اردو مسلم بک سوسائٹی لاہور ۲ روپے / امداد مشن ۴ روپے	۶	۴	.
〃 جناب خواجہ عبدالغنی صاحب لاہور	۱	۱۲	.
〃 〃 ایم علی احمد صاحب بہاولپور	۱۰	.	.
〃 〃 خان محمد نیف خان صاحب کراچی	۱۰	.	.
〃 〃 محمد سلطان خان صاحب ہری پور ہزارہ	۵	.	.
〃 〃 ڈاکٹر خالق داد خان صاحب	۲	۸	.
〃 〃 فضل کریم صاحب بازئی پشاور	۳	.	.
〃 〃 پیش... خادم حسین صاحب...	۵ ۳	.	.
〃 〃 محمد ابراہیم صاحب بھوانی	۱۱	.	.
〃 از عالیجناب حضور نواب صاحب بہادر ریاست خیرپور سندھ امداد مشن ..	۱۰۰	.	.

	روپیہ	آنہ	پائی
امداد مشن معرفت جناب ملنگ احمد بادشاہ صاحب مدراس	۴۰۰	۰	
امداد مشن وصول از نقد دربار خیرپور سندھ: 〃 جناب خان محمد صاحب ..... ۵ 〃 〃 جعفر علی خان صاحب ..... ۲ 〃 〃 احمد اللہ خان صاحب ..... ۱۰ 〃 〃 عبدالرسول صاحب ..... ۵ 〃 〃 احمد علی 〃 ..... ۲۰ 〃 〃 محمد حسن خان 〃 ..... ۲۰ 〃 〃 حاجی محمد حسن خان 〃 ..... ۵ 〃 〃 بابو غلام محمد 〃 ..... ۵۰ 〃 〃 ملک شیر دل خان 〃 ..... ۵۰ 〃 〃 عنایت اللہ خان 〃 ..... ۲۵ 〃 〃 بشیر احمد خان صاحب ..... ۲۵ 〃 〃 محمد حسن خان صاحب رسالدار ۲۵ 〃 〃 مسٹر احمد علی صاحب ..... ۵ 〃 〃 مسٹر الزار الحق 〃 ..... ۵ 〃 〃 ڈاکٹر عبدالرسول ..... ۵ 〃 〃 مسٹر امیر احمد 〃 ..... ۲ 〃 〃 مسٹر دریت ی 〃 ..... ۱ 〃 〃 مسٹر نبی بخش مغل 〃 ..... ۱ 〃 〃 مسٹر امام بخش 〃 ..... ۱ 〃 〃 مسٹر عبدالرحمٰن 〃 ..... ۱ 〃 〃 مسٹر رفیق احمد 〃 ..... ۱ 〃 〃 جیرامداس 〃 ..... ۱ 〃 جناب الطاف حسین صاحب ..... ۵ 〃 〃 ڈاکٹر راجا خان صاحب ..... ۵ 〃 〃 محمد علی خان صاحب ..... ۵ 〃 〃 مسٹر عزیز اللہ صاحب ..... ۱ 〃 〃 مسٹر دین محمد 〃 ..... ۲ 〃 〃 ڈرلنگ ماسٹر 〃 ..... ۱ 〃 〃 لشارت حسین صاحب ۱-۲-	۳۰۰	۲	-

	روپیہ	آنہ	پائی		روپیہ	آنہ	پائی
برائے مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو از حاجی معلوم	۴۰۰۰	۰	۰	لالہ روشن داس صاحب	۱	۰	۰
(از جولائی سنہ ۱۹۲۰ لغایت جولائی سنہ ۱۹۲۱)				جناب منشی غلام محی الدین صاحب	۲	۰	۰
مفت تقسیم از عالیجناب حاجی رئیس میر حشمت اللہ خان صاحب بھوپال بابت جولائی سنہ ۲۱ء	۵۰	۰	۰	〃 مولوی محی الدین صاحب	۵۰	۰	۰
				〃 خان صاحب مولوی عبد الرحمن صاحب	۵۰	۰	۰
چندہ امداد مشن وصول شدہ از ریاست بہاولپور				〃 منشی محمد عظیم صاحب ایلینولیس	۵۰	۰	۰
جناب چودھری بہادر علی صاحب	۲۵	۰	۰	〃 منشی غلام حسن خان صاحب ناظم بہاولپور	۵۰	۰	۰
〃 شیخ محمد حسن صاحب	۱۰	۰	۰	〃 حاجی عبد الرحمن صاحب	۲۰	۰	۰
〃 سید عنایت حسن صاحب	۱۰	۰	۰	〃 نواب خدا بخش صاحب	۱۰۰	۰	۰
〃 میر سراج الدین صاحب	۱۵۰	۰	۰	〃 مولوی غلام حسن صاحب	۱۰۰	۰	۰
〃 سید غلام علی شاہ صاحب	۱۰	۰	۰	از بیگمات ریاست چارصد	۴۰۰	۰	۰
〃 مخدوم غلام مرتضیٰ صاحب	۲	۰	۰	از مد خاص	۵۵۷	۰	۰
〃 خواجہ عباد اللہ صاحب	۲	۰	۰	۲ع	۱۵۴۹	۰	۰

مندرجہ بالا رقوم بصد شکریہ درج کیجاتی ہیں - جزاکم اللہ احسن الجزاء

خادم - آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور

۱ اس رقم میں سے مبلغ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۱۳۲ ووکنگ (انگلستان) ارسال کئے گئے ہیں +

رازِ حیات

یا

انجیل عمل

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری

عملی زندگی کا فوٹو انسان میں قوت عمل پیدا کرنیوالی کتاب - اپاہج سے اپاہج انسان میں محنت و مشقت کی روح پیدا کرکے اسے فارغ البال و آسودہ حال بنا دینے والی کتاب مسلم قوم کو نجات دینے والا نسخہ بالکل تیار ہے - حجم ۲۴۰ صفحات - سائز ۳۰ × ۲۰ قیمت مجلد ع۱۸

خواجہ عبد الغنی منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور سے مل سکتی ہے

ع۲ اس رقم میں سے ۹۹ روپیہ مفت تقسیم رسالہ اشاعت اسلام کی مد میں گئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسائلِ حاضرہ پر چند اعتراضات کے جواب

از حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی مع تفسیر و اردو ترجمۃ القرآن مع تفسیر

میری ایک چٹھی اخبار پیغام صلح میں مسائل حاضرہ کے عنوان سے چھپی تھی جس پر دو قسم کے اعتراضات میرے پاس آئے ہیں۔ اُن کا جواب سب احباب کی اطلاع کے لئے شائع کرنا مناسب ہے۔ گو انہیں سے اکثر باتوں کا جواب رسالہ خلافت اسلامیہؐ میں اور بعد کی تحریروں میں ہو چکا ہے۔ مگر چونکہ قوم کی بد قسمتی سے مسلمانوں میں غور اور فکر کی عادت بہت کم ہے۔ اور افراط اور تفریط کی راہیں آسان نظر آتی ہیں اسلئے مجھے کہا جاتا ہے۔ کہ یا تو یہ لکھ دو کہ خلافت مذہبی مسئلہ ہی نہیں ورنہ اشاعت اسلام کے کام کو چھوڑ کر پہلے بادشاہت کے حصول کی فکر کرو۔ اور مہاتما گاندھی کی اتباع کرو +

خلافت مذہبی مسئلہ ہے

پہلا سوال یہ ہے کہ خلافت اسلامیہ ایک مذہبی مسئلہ ہے یا نہیں؟ اس سوال کے کرنے والے نے اپنے خیالات کو بالفاظ ذیل ادا کیا ہے:۔

"میرے اپنے خیال میں مذہبی مسئلہ تو اسلئے نہیں ہو سکتا کہ سلطان روم وہ خلیفہ تو نہیں جو اصلاح دین کیلئے آیا کرتا ہے .... اور نہ ہی وہ سیاسی طور پر جسمانی خلیفہ ہیں کیونکہ اسکے صادر کردہ احکام ہمارے لئے واجب التعمیل نہیں" +

اگر یہ سوال کرنے سے پہلے میرے رسالہ "خلافتِ اسلامیہ" کو پڑھ لیا ہوتا۔ تو یہ سوال پیدا نہ ہوتا۔ میں نے اس رسالہ میں قرآن اور حدیث سے اس مسئلہ کا مذہبی مسئلہ ہونا ثابت کیا ہے۔ مگر نہ اس وجہ پر کہ میں سلطان روم کو مجدّد یا مامور من اللہ مانتا ہوں نہ ہی سلطان روم کو یہ دعویٰ ہے۔ اور نہ ہی اس بنا پر کہ میں سلطان روم کو ہندوستان کا بادشاہ مانتا ہوں۔ اسلئے کہ نہ ہی اُسے دعویٰ نہیں۔ ہمارے مذہبی مسائل وہ ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہوں میں نے اپنے رسالہ میں یہ دکھایا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سیادتِ روحانی کے ساتھ جسمانی طور پر بھی بادشاہت عطا فرمائی تھی اور وہ جسمانی بادشاہت ملک عرب کی تھی جسمیں اسلام کے وہ مقامات مقدسہ واقع ہیں جو دونوں حرم کے نام سے موسوم ہیں۔ یعنی مکّہ معظمہ اور مدینہ منوّرہ۔ پس آپ کی جانشینی جسے دوسرے لفظوں میں ہم خلافت کے نام سے موسوم کرتے ہیں دونوں رنگ کی ہے یعنی روحانی بھی اور جسمانی بھی۔ اور جسمانی خلافت گو خلفائے راشدین کے ماتحت دُنیا کے ایک بڑے حصّہ پر پھیل گئی۔ مگر اس کا مرکز اصلی وہی مقامات مقدّسہ اور ملک عرب ہیں۔ قرآن مجید کی آیت لیستخلفنھم فی الارض میں یہ دونوں وعدے شامل ہیں یعنی روحانی اور جسمانی خلافت قرآن مجید کے صریح الفاظ اور احادیث کو جواب دینے کے سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت جسمانی سے اِنکار نہیں ہوسکتا۔ میاں محمود احمد صاحب نے بھی جنہیں بالمقابل خلافت کا دعویٰ ہے۔ آج تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خلافت جسمانی کی تردید نہ کی۔ اور نہ بتایا کہ لیستخلفنھم کے وعدہ سے خلافت جسمانی کیونکر خارج ہے؟ ہمارا مذہب زید و بکر کا قول نہیں قرآن و حدیث ہے۔ جس چیز کی قرآن و حدیث میں صراحت

موجود ہے۔ اس کا انکار کرنا مسلمان کا کام نہیں۔ پس میں قرآن وحدیث کی بنیاد پر خلافت کو مذہبی مسئلہ سمجھتا ہوں۔ اور یہی میرا مسلک ابتدا سے ہے۔ چنانچہ خلافت کا مسئلہ چھڑنے سے مُدّت پیشتر قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ میں اس رکوع کا جسمیں استخلاف کا ذکر ہی خلاصہ ہی میں نے حکومت اسلامی کا قیام دیا ہی اور اس آیت کے نیچے نوٹ میں صاف بتایا ہی۔ کہ اس کے اندر جسمانی اور رُوحانی خلافت کے وعدے ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہی۔ کہ خلافت جسمانی ہمیشہ کیلئے قائم کی گئی ہی۔ اس پر یہ دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ

خلافت کا کام کیا ہے؟

خلافت رُوحانی کا کام دین پاک کو ہر قسم کے باطل کی آمیزش سے پاک رکھنا ہے اسی کا دوسرا نام تجدید دین ہے جب اندرونی طور پر مذہب میں پیدا ہو یا بیرونی طور پر کوئی مذہب اسلام پر کوئی خطرناک حملہ ہو تو اس کا دفعیہ خلافت رُوحانی سے یعنے محدثین اور مجددین یا ائمۂ دین کے ذریعہ سے اور خلافت جسمانی چونکہ بادشاہت اور حکومت کا نام ہے۔ اور وہ بادشاہت اور حکومت غلب اسلام یعنے مکّہ اور مدینہ اور عرب پر ہے۔ اسلئے اس کا کام بھی دین اسلام کی تمکین اور مضبوطی اور دشمنان اسلام کے حملوں سے ان مقامات مقدسہ کو بچانا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے تعلیم اسلام کی عظمت کا یہ ظاہری نشان رکھا ہے۔ کہ اس کے مقامات مقدسہ کبھی اپنے دشمنوں کے قبضہ میں نہ جائیں گے۔ اور مکہ معظمہ کو تو یہ عزت جب سے دنیا کی تاریخ چلتی ہی اس وقت سے ہے کہ یہ کبھی اپنے دشمنوں کے قبضہ میں نہیں گیا۔ دنیا میں اور کسی مذہبی جائے عبادت کو یہ فخر حاصل نہیں ہوا۔ کہ وہ کبھی اپنے دشمنوں کے ہاتھ میں نہ گئی ہو۔ صرف ایک مکہ

یہ عزّت حاصل رہی ہے۔ یہاں تک کہ جب اسلام سے پیشتر ایک عیسائی بادشاہ نے خانہ کعبہ کو برباد کرنے کی نیّت سے مکّہ معظمہ پر حملہ کیا۔ اور اسوقت اس کے محافظ اس بادشاہ کی افواج کے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے کوئی سبب سماوی ایسا پیدا کر دیا۔ کہ دشمن کامیاب نہ ہوسکا اور تباہ ہو گیا۔ جب اللہ تعالےٰ نے مکّہ کو تمام لوگوں کا مرجع بنایا تو ساتھ ہی یہ بھی وعدہ دیا کہ یہ مقام امن رہیگا واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا۔ پس اسی وعدہ دوامی کے ماتحت اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی وعدہ دیا کہ یہ مقام ہمیشہ مسلمانوں کے پاس رہیگا۔ اسی لئے مسلمانوں کو یہ حکم بھی دیا کہ جزیرۂ عرب کو کفّار کی دستبرد سے بچائیں۔ اور ان کو اس پاک سرزمین میں نہ آنے دیں تاکہ وہ اپنے ناپاک منصوبوں سے اس ابدی امن کے مقام میں فساد پیدا نکریں اسی غرض کے لئے خلافت اسلامیہ کا قیام ضروری ہوا۔ یہ مطلب نہیں کہ دین اسلام بادشاہت کے بغیر ناقص ہو جاتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بادشاہت کے ساتھ تمکین دین ہوتی ہے۔ جیسا کہ خود قرآن مجید نے فرمایا۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم یعنے تاکہ ہم خلافت کے ذریعہ سے دین اسلام کی تمکین کریں۔ اور اسے مضبوط کریں۔ اسی سلسلہ میں یہ سوال کیا گیا ہے کہ اس ملکی

خلافت کا حقدار کون ہے؟

اس کا جواب بھی رسالہ خلافت اسلامیہ میں موجود ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر آج عرب اسکے مالک ہو جاتے ہیں۔ تو اس سے مسلمان کیوں ڈرتے ہیں۔ یہ میں لکھ چکا ہوں۔ کہ اگر عرب اپنی طاقت سے ترکوں کو نکالکر خلافت کے مالک ہو جاتے تو بلاشبہ ترک حقدار خلافت نہ ہوتے لیکن یہ سب کچھ عیسائی طاقتوں کی

تجاویز ہیں کہ وہ مسلمانوں کی ملکی طاقت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کمزور کرنا چاہتی ہیں ۔ اور مرکز اسلام کو ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دیا ہے جس کی حکومت اور بادشاہت برائے نام ہے ۔ اور اسکی حیثیت بعض ہمارے ملک کے نوابوں سے بھی کم ہے ۔ گو وہ برائے نام آزاد ہے ۔ یہ کہنا کہ اگر مکہ معظمہ پر عربوں کا تسلط ہوا تو کیا اور ترکوں کا ہوا تو کیا واقعات کی طرف سے آنکھیں بند کرنا ہے اسلام کو اس سخت کمزوری کی حالت پر پہنچا ہوا دیکھ کر مطمئن ہو جانا اور اسی حالت پر راضی ہو جانا ایمان اور غیرت اسلامی کے خلاف ہے ۔ یہ محض اسلامی ہمدردی کا سوال نہیں ۔ اگر دوسری اسلامی سلطنتیں بمنزلہ اعضاء کے ہیں تو خلافت بمنزلہ قلب کے ہے ۔ اور اعضاء اور قلب کی کمزوری میں جس قدر فرق ہے ۔ اسی قدر فرق بخارا افغانستان ایران میں ایک طرف اور سلطنت ٹرکی میں دوسری طرف ہے ۔ یہ آواز مسلمانوں میں سے سب سے پہلے میاں محمود احمد صاحب نے اُٹھائی تھی ۔ کہ حجاز کو ترکوں کے ماتحت نہیں رکھنا چاہئے ۔ اور عربوں کو آزاد کرنا چاہئے ۔ یہ اگر خوشامدانہ الفاظ نہ تھے تو عدم تدبّر کا نتیجہ ضرور تھے ۔ اور اسلئے آج انہیں خود یہ تجویز اپنے میموریل میں پیش کرنی پڑی کہ حجاز پر ترکی سیادت قائم ہو ۔ یہ ایک ہی بات ان کے میموریل میں ایسی تھی جو اس کے پیش کرنے میں کسیقدر کفارہ کا کام دے سکتی تھی مگر اسی کا جواب تک وائسرائے نے نہ دیا ۔ اور اپنی خاموشی سے یہ بتادیا کہ حکومت کی پالیسی مسلمانوں کے احساسات مذہبی کو کیا وزن دیتی ہے ۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اگر ترکوں کے ہاتھ بھی آج پھر حجاز کی سیادت آجائے تو یہ بھی مانگی ہوئی خلافت ہوگی ۔ یہ بھی صحیح نہیں اسلئے کہ جو لوگ ترکوں کی حمایت میں آواز اُٹھاتے ہیں ۔ وہ یہ سمجھکر اٹھاتے ہیں کہ اگر مسلمانوں میں کوئی قوم سو وقت اس بات کی اہل ہے کہ دشمنوں کے

مقابل پر مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کر سکے تو وہ صرف تُرکی قوم ہے اور خلافت ملکی اسی قوم کا حق ہے جو ملکی طاقت رکھتی ہو۔ شاہ حجاز کو چند ہزار پونڈ سے خریدا جا سکتا ہے یا چند سو سپاہیوں سے اُس کا وہی حشر ہو سکتا ہے۔ جو امیر فیصل کا سیر یا میں فرانسیسیوں کے ہاتھوں ہُؤا تھا۔ مگر تُرکی قوم باوجود اپنی اس کمزوری کے جس تک وہ پہنچ چکی ہے اب بھی ایک قوّت رکھتی ہے۔ جس کے ساتھ کوئی سلطنت جنگ کرنے کیلئے گھر میں سوچ کر باہر نکلیگی۔ آج بھی مصطفےٰ کمال اپنی ساری بے سروسامانی کے باوجود ایک طاقت ہے جس کے ساتھ بڑی بڑی عیسائی سلطنتیں معاہدات کرنے کے لئے پیش قدمی کرتی ہیں۔ مگر بیچارے شاہ حجاز کو کون پُوچھتا ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ اگر ٹرکی میں کچھ طاقت تھی تو اس جنگ میں کیوں یہ مقامات اُس کے ہاتھ سے نکل گئے۔ تو یہ مسلمانوں اور خود عربوں کی ہی غداری کا نتیجہ ہے جنھوں نے چند پیسوں کیلئے ایمان بیچدیا۔ اور اسلام کی قوّت کو مخالفین کے مقابل پر خود پاش پاش کروایا۔ اس بحث پر یہ سوال ہوتا ہے۔ کہ پھر

حصولِ خلافت کیلئے جدوجہد

پر سارا زور کیوں صرف نہ کیا جائے۔ اور اشاعت اسلام کے کام کے ساتھ ساتھ یا اُس کام کو چھوڑ کر کیوں احمدی حصولِ خلافت کی کوشش میں نہ لگجائیں۔ اور یہ وہ سوال ہے جو دونوں خیال کے لوگوں کی طرف سے ہُوا ہے۔ جب سے میں نے مسئلہ خلافت کے متعلق کچھ کہا یا لکھا ہے۔ سو قت سے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی میں یہ بھی کہتا چلا آیا ہوں کہ ہمنے جو کام اشاعت اسلام کا اختیار کیا ہے اسے ہم کسی طرح کمزور نہیں کر سکتے۔ اور نہ چھوڑ سکتے ہیں۔ آیا یہ دونوں باتیں ایکدوسرے کے متضاد ہیں؟ ایک طرف یہ کہنا کہ قلب اسلام پر

حملہ ہے۔ اور دوسری طرف یہ کہنا کہ ہم اپنے کام کو چھوڑ کر دوسری طرف توجہ نہیں کرینگے۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ قلب اسلام پر حملہ ہوتا ہو تو ہو وہ کمزور ہوتا ہو تو ہو ہمیں اسکی کچھ پرواہ نہیں؟ یہ اعتراض بارہا ہوا ہے۔ اور میں پھر کہونگا کہ بدقسمتی سے اسی عدم تدبر کا نتیجہ یہ اعتراض ہے جسمیں آج ہماری مسلمان قوم عام طور پر مبتلا ہے۔ جن کیلئے بات بات میں تدبر اور تفکر کا حکم تھا وہ آج قوم کی زندگی اور موت کے سوال پر بھی تدبر سے کام نہیں لیتے اور آنکھیں بند کر کے ایک یا دوسری طرف کودنا چاہتے ہیں۔ حصول خلافت کی جدوجہد کے کوشنے پہلوؤں میں جنمیں اپنی جماعت کو میں شمولیت سے روکتا ہوں تا کہ اشاعت اسلام کے کام کو جو ایک چھوٹی سی جماعت کر رہی ہے نقصان نہ پہنچے ابتک جو کچھ کوشش ہوئی اس کا خلاصہ ذیل کی دو باتوں میں آسکتا ہے

اوّل گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ برطانیہ کی اطلاع میں اس امر کا لانا کہ خلافت مسلمانوں کا ایک مذہبی مسئلہ ہے۔ اس میموریل میں ہم بھی شامل تھے

دوم جب اسمیں ہمیں کوئی کامیابی نہ ہوئی تو دوسرا ذریعہ اسی مقصد کو حاصل کرنے کا مہاتما گاندھی کی لیڈری میں یہ خیال کیا گیا۔ کہ ہمیں اوّل سوراج کے حاصل کرنے کے لئے پورا زور صرف کرنا چاہئیے۔ جب ہمیں سوراج ملجائیگا تو کھوئی ہوئی خلافت بھی دوبارہ آجائیگی۔ اور اب جسقدر کوشش ہے وہ حصول خلافت کیلئے نہیں بلکہ حصول سوراج کیلئے ہے اور یہ خیال کر لیا گیا ہے کہ اس سے خلافت بھی حاصل ہو جائیگی یہی وہ مسئلہ خلافت کا سیاسی پہلو ہے جس کیطرف جھک جانے سے میں نے اپنے احباب کو روکا ہے اور اسکی میرے پاس وجوہ ہیں۔ اسی ذیل میں سب سے پہلے یہ سوال ہمارے سامنے آتا ہے کہ

کیا ہند میں سوراج مسئلہ خلافت کو حل کر دیگا

افغانستان میں اس وقت مسلمانوں کی حکومت ہے۔ ایران میں بھی مسلمانوں

کی حکومت ہے۔ اور بھی بعض ممالک میں مسلمانوں کو کم و بیش سوراج حاصل ہے۔ اگر یہ سب سوراج مسئلہ خلافت کو حل نہیں کر سکے تو ہندوستان میں سوراج کس طرح مسئلۂ خلافت کو حل کر دیگا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر ٹرکی جیسی طاقتور اسلامی حکومت اور آزاد اسلامی حکومت کو قائم نہ رکھ سکی تو ہندوستان میں سوراج مسئلہ خلافت کس طرح حل کر دیگا۔ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کی فوجوں کے جانے سے ہی خلافت کو نقصان پہنچا ہے۔ جب ہندوستان میں سوراج ہوگا تو یہ فوجیں باہر نہ جائینگی۔ اس بات کو ایک حد تک درست تسلیم کر کے یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا عرب کی غداری سے کم نقصان خلافت کو پہنچا ہے۔ اگر ہندوستان کی فوجیں سارا زور لگاتیں مگر عرب خلافت کے خلاف بغاوت نہ کر دیتے۔ تو یقیناً سلطنت ٹرکی اس حالت کو کبھی نہ پہنچتی۔ اور اگر کچھ طاقت اسکی کمزور ہو بھی جاتی۔ تاہم اسکی سیادت عرب پر قائم رہتی۔ اگر ادنےٰ تدبّر سے بھی کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ خلافت کے اہم سوال کو جسقدر عربوں اور ترکوں کے تعلقات آسانی سے حل کر سکتے ہیں۔ اور کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ اور ہندوستان کے سوراج پر مسئلۂ خلافت کا انحصار رکھنا ایک موہُوم اُمید پر اپنی عمارت کی بنیاد رکھنا ہے جن اسلامی ممالک میں آزاد حکومت ہے۔ وہ تو کچھ مسئلہ خلافت کے حل کرنے میں مدد نہ دے سکے۔ ہندوستان کے مسلمان جو سوراج کے بعد نہ صرف تعداد کے لحاظ سے مغلوب فریق کی حیثیت رکھتے ہونگے۔ بلکہ مال و دولت اور علم کے لحاظ سے اَور بھی زیادہ مغلوب ہونگے۔ اور ایثار اور قربانی کے لحاظ سے جو حکومت کے اصل جوہر ہیں بہت ہی پیچھے ہونگے۔ وہ مسئلہ خلافت میں اسیقدر مُعاون ہونگے جس قدر آج ہو سکتے ہیں۔ آج وہ برٹش امپائر میں ایک مغلوب فریق کی حیثیت میں ہیں ان سے کام لے لیا جاتا ہے۔ مگر ان کی آواز کی بعد میں چنداں پرواہ نہیں رہتی۔ سوراج کے بعد انکی ہندوستان میں یہی حالت ہوگی

یعنے ان سے کام لیلیا جائیگا۔ مگر ان کے فوائد کے وقت وہ ایک مغلوب فریق ہونگے۔ اور ان سے وہی سلوک ہوگا جو مغلوب فریق سے ہوا کرتا ہے۔ جو قوم اپنی مشکلات کا حل دوسری قوموں کے سہارے کو سمجھتی ہے وہ جس طرح آج ان مشکلات کے حل میں ناکام ہے۔ اسی طرح کل کو بھی ہوگی۔ سارا انحصار دوسروں کی طاقت پر رکھنا اور اپنی کمزوری کا علاج نہ کرنا وہ غلط راہ ہے جس پر قوموں نے ہمیشہ ٹھوکر کھائی ہے۔ اور ہمیشہ کھاتی رہینگی۔ پس ہندوستان میں سوراج محض ایک سیاسی مسئلہ رہ جاتا ہے۔ جس کو مسئلہ خلافت کے حل سے چنداں تعلق نہیں۔ ہاں بجائے خود حصول سوراج ایک ایسی چیز ہے۔ کہ جس کیلئے کوشش کرنا قومی بہتری اور بہبودی سے تعلق رکھتا ہے لیکن اسی جگہ آکر ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ہم اپنے اصل کام اشاعت اسلام کو حصول سوراج کیلئے جو ایک سیاسی مسئلہ ہے نہ چھوڑ سکتے ہیں نہ کمزور کر سکتے ہیں۔

دوسرے ذرائع

جنہیں مسئلہ خلافت کے حل کرنے میں معاون سمجھا جا سکتا ہے ان پر بھی ایک نظر ڈال لینا مفید ہوگا۔ عدم تعاون یا ترک موالات کی تحریک نے اسبات کا تو فیصلہ کر دیا۔ کہ موجودہ حالات میں مسلمان ہتھیار اٹھانے کے خیالات کو ترک کر چکے ہیں۔ اسلئے اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں اور محکوم ہو کر حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھانا یوں بھی تعلیم قرآن کریم اور سُنت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ اور ویسے بھی جو شخص کچھ بھی غور و فکر سے کام لیگا۔ وہ دیکھ سکتا ہے۔ کہ کسی شخص کا مسلمانوں کو یہ مشورہ دینا ان کو ہلاکت کے گڑھے میں گرنے کی تعلیم دینا ہے۔ جس چیز کا سامان ہی نہیں۔ اور دا اتغات عالم نے جس سامان سے یہاں مسلمانوں کو محروم کر دیا ہے۔ اس کا نام لینا قومی گناہ بھی ہے۔ کیونکہ

اس کا نتیجہ سوائے قوم کی بربادی کے کچھ نہیں۔ ہاں ایک ہی صورت شرعاً تھی۔ کہ یہاں سے ہجرت کی جائے۔ اور اس حکومت کے جوئے کو گلے سے اُتار کر پھر آزادی سے کام کیا جائے وہی صورت سامان کے مُیسّر آنیکی بھی تھی۔ مگر سالگذشتہ کا تلخ تجربہ اسباب کے ظاہر کرنے کیلئے بھی کافی ہے کہ ہجرت کیلئے بھی جگہ نہیں۔ اگر ہجرت آج ہماری مشکلات کا علاج ہوتا تو یقیناً اللہ تعالے ہمارے لئے وہ سامان بھی زمین میں پیدا کر دیتا جس طرح اس نے اپنے نبی کیلئے کر دیئے تھے۔ اور اس کا وعدہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ ومن یہاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغماً کثیراً وسعۃ الخ وہ وعدہ غلط نہیں ہو سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ موجودہ حالات عالم ایسے ہیں کہ جن کے اندر قومی طور پر ہجرت کرنا مسلمانوں کیلئے چارہ کار نہیں۔ اور ان لوگوں نے غلطی کی جنہوں نے سالگذشتہ مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا کہ اب چارہ کار ہجرت اور صرف ہجرت ہے۔ ہجرت بلاشبہ ایک ایسا فعل ہے کہ جو اگر صحیح حالات کے اندر ہو تو کامیابی کی کنجی بن سکتی ہے۔ اور جن لوگوں نے ہجرت کی واقعی اُن کا وہ فعل بھی قابل عزت ہے۔ مگر غلطی ان لوگوں کی ہے۔ جو اس تحریک کے سرپرست تھے جنہوں نے بغیر سوچے سمجھے ہجرت کا فتوے دیدیا۔ اور یہ نہ سوچا کہ یہ لوگ کہاں جاکر رہینگے۔ خلافت کی امداد روپے سے ایک مفید صورت ہے۔ مگر چونکہ مسلمانوں میں ایثار کی صفت برائے نام رہگئی ہے اسلئے اس طرف کوئی توجہ نہیں۔ سالگذشتہ بیت المال کا رزولیوشن جمعیتہ العلماء میں پاس ہوگیا۔ مگر ہمارے علماء کے رزولیوشن ہماری کانفرنسوں کے رزولیوشنوں سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھتے یعنے وہ نرا لفظوں کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ ان پر عملدر آمد کی کبھی ایک لمحہ کیلئے بھی فکر نہیں کیجاتی۔ بیت المال کا رزولیوشن پاس ہوا۔ کیا آج تک اس میں ایک پائی بھی جمع ہوئی ہے کیا اسکے کوئی قواعد بھی بنے۔ کہ جن سے پبلک کو اطمینان

ہو کر ان کا روپیہ محفوظ ہوگا اور ٹھیک موقع پر خرچ ہوگا۔ ہماری بیماری تو یہی ہے
کہ قوم میں قوت عمل نہیں اور اب تک قوم اور اس کے رہنماؤں کی توجہ
اس بیماری کے علاج کی طرف کوئی نہیں چاہئیے تو تھا کہ مسلمان جس
خلافت کیلئے اس قدر جوش دکھاتے ہیں۔ اس میں کروڑوں روپیہ
جمع کر کے فوراً بھیج دیتے۔ اس کیلئے کس نے تحریک کی۔ اور کس کو
فکر ہے۔ جو کام کرنے کا ہے اسکی طرف قوم کی توجہ نہیں آج اگر بیت المال
کا قیام ہی ہوگیا ہوتا تو کیا اس میں ایک کروڑ روپیہ بھی جمع نہ ہو جاتا
مسلمانوں میں کہنے والے بہت ہیں کرنے والے نہیں یہی بیماری ہے
پھر ہمیں کہا جاتا ہے۔ کہ تم خلافت کیلئے کچھ نہیں کرتے۔ اگر ہمارے
چند ہزار روپے سے جو اس وقت بہترین مصرف پر خرچ ہو رہی خلافت
کا کچھ بن سکتا ہے تو ہم تو اسے ابھی قربان کر دیں۔ مگر نتیجہ کیا ہوگا کہ
یہ کام بھی نہ رہیگا جو لوگ ہمیں یہ مشورہ دینے کیلئے تیار ہیں۔ کہ ہم
اشاعت اسلام کے کام کو ترک کر دیں۔ اور کسی دوسرے کام میں
لگجائیں وہ جائیں۔ اور پہلے اُن لوگوں سے ہی دریافت کریں۔
جو تحریک خلافت کے سرپر ہیں۔ کہ کیا وہ ہمیں یہ مشورہ دیتے
ہیں یا اسے قوم اور دین کے لئے بجائے مفید ہونے کے
کے نقصان رساں سمجھتے ہیں۔ ترکی قوم کے نمائندے خود ووکنگ
میں گئے۔ قرآن کریم ترجمہ انگریزی کو بھی انہوں نے دیکھا اور انہوں نے
اسبات کا اعتراف کیا۔ کہ یہ مفید ترین کام ہے۔ جو اسلام کیلئے ہو سکتا ہے
اور اسی کام میں آج مسلمانوں کی کامیابی کا راز ہے۔ اور ہمارے بھولے بھالے
بھائی نے سوچے سمجھے ہمیں یہ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ اشاعت اسلام کے
کام کو ترک کر کے تحریک خلافت میں شامل ہو جاؤ۔ میں کہتا ہوں کہ تحریک
خلافت کیا چیز ہے۔ اسلام کی کمزوری کو دُور کرنے کا کوئی سامان ہو اصل بات

اسمیں بھی خدمت اسلام ہے پھر کیا یہ سچ نہیں کہ کوئی بھی حالات ہوں۔

اشاعت اسلام سے بڑھ کر اور کوئی خدمت اسلام نہیں

اگر اشاعت اسلام بھی ایک خدمت اسلام ہوتی تو بھی ایک خدمت کے کام کو جو کامیابی سے ہو رہا ہے چھوڑ کر دوسری طرف از سر نو کام میں لگنا کوئی مفید بات نہ ہوتی لیکن حق یہ ہے۔ کہ اشاعت اسلام سے بڑھ کر نہ کوئی اسلام کی خدمت کا کام ہے۔ اور نہ تحریک خلافت میں اس سے مفید تر کوئی کام اس وقت ہو رہا ہے۔ اور نہ ہی آئندہ اس سے مفید تر کام کی امید ہے۔ جسے ہم کر سکتے ہوں۔ قرآن کریم اشاعت اسلام کے کام کو مسلمانوں کی سب سے بڑی ضرورت بتاتا ہے اپنی تاریخ کو ہی اگر دیکھا جائے۔ تو جو کام اشاعت اسلام نے کیا وہ تلوار کبھی نہیں کر سکی۔ عرب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زیر فرمان جنگ کے ختم ہونے پر اور اشاعت اسلام سے ہوا جب خلافت بغداد انہی ترکوں کے ہاتھ سے کہ اسوقت یہ کافر تھے تباہ ہوگئی۔ اور مسلمانوں کی حالت جہانتک سوال خلافت ہے آج کی طرح ہی ہوگئی۔ تو کوئی تلوار اس خلافت کو واپس نہ لائی بلکہ انہی ترکوں کی گردنیں اسلام کے آگے جھک گئیں۔ اور وہ جو اس کے دشمن تھے جنکے ہاتھ سے اسلام تباہ ہوا تھا وہی اسلام کے خادم ہی نہ بنے۔ بلکہ اسلام کی بھلے سے دو چند شوکت کا موجب بنگئے۔ افسوس کہ ہم میں آج اسقدر ایمان بھی نہیں رہا۔ اور ہم ان لوگوں کو جو اس وقت اسلام کے دشمن نظر آتے ہیں مسلمان کرنے کی ہمت ہار بیٹھے ہیں ہم جنہیں وعدہ دیا گیا تھا لیظھرہٗ علی الدین کلہ کہ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو سب دینوں پر غالب کریگا۔ آج ہم دینی غلبہ سے مایوس ہو کر سارا زور دوسرے اسباب پر صرف کرنے کی طرف متوجہ ہیں عسی اللہ ان یجعل بینکم و بین الذین عادیتم منھم مودۃ اسلام کی تاریخ میں بارہا صحیح ثابت ہو چکا اور آج پھر اسی کی

صداقت روشن ہونیوالی ہے۔ ہم دو طرح دنیا میں معزز ہو سکتے ہیں تلوار کا مقابلہ تلوار سے کر کے اپنی قوم کی عزت بچا لیں۔ مگر کون دل آج شہادت نہیں دیتا۔ کہ ہم میں اسکی طاقت نہیں۔ دنیا کے سامان آج اور لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ اور اگر ہم ایسا کر بھی لیں تو بھی ہم دوسروں پر غالب نہ ہونگے۔ صرف اپنی مغلوبیت کی حالت سے نکل جائیں گے۔ یہ چھوٹا مقصد ہے اس سے بلند تر مقصد یہ ہے کہ ہم تلوار کا مقابلہ روحانیت سے کریں۔ اور جو ہمیں زور بازو سے مغلوب کر رہے ہیں۔ ہم انہیں قوت روحانیت سے مغلوب کریں۔ اسکے سامان ہمارے ہاتھ میں ہیں۔ اور یقیناً ایسے زبردست سامان ہیں۔ کہ ان کے سامنے گردنیں جھک جائیں۔ مگر ان سامانوں کو ہم استعمال نہیں کر رہے اس سے بڑھ کر قوم کی بدقسمتی کیا ہو گی۔ کہ ہمارے ولولے اس چیز کیلئے ہیں جس کا سامان ہمارے پاس نہیں۔ اور جس قسم کا سامان موجود ہے اسکی طرف توجہ نہیں بلکہ اسے آج ایک حقیر شے سمجھا جاتا ہے۔ اشاعت اسلام کا کام آج مسلمانوں کے دلوں میں کوئی ولولہ پیدا نہیں کرتا۔ یہ سب سے پیچھے رکھا ہوا کام ہے۔ حالانکہ اسلام کو جو حالت پیش آئی ہے اسمیں یہی ایک ذریعہ اب اسلام کی شوکت کو زندہ کرنے کا باقی رہگیا ہے۔ ہاں اسے اختیار کرنے کیلئے جس قوت ایمانی کی ضرورت ہے وہ مفقود ہے۔ وہ قوت ایمانی موجود ہوتی تو ہم اشاعت اسلام کے کرشموں کو دیکھ لیتے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ اشاعت اسلام نہ صرف تحریک خلافت کو زندہ کر سکتی ہے نہ صرف مسئلہ خلافت کا حل ثابت ہو سکتی ہے۔ بلکہ یہ وہ طریق ہے جس پر چلکر

خلافت پہلے سے دوچند شوکت سے قائم ہو سکتی ہے

مگر اس کیلئے قوت ایمانی بہاڑ سے زیادہ مضبوط درکار ہے۔ ہاں پہلے یہ ہو چکا ہے اور دوبارہ یہ ہو کر رہیگا۔ اسلام کی فتوحات روحانی ہمیشہ اسکی فتوحات ملکی سے

زیادہ مفید ثابت ہوئی ہیں۔ ترکوں کو مسلمان بغداد سے مار کر نکال دیتے اور خلافت کو دوبارہ قائم کر لیتے وہ ان کیلئے اتنا مفید نہ ہوتا جسقدر ترکوں کا بغداد میں رہجانا اور مسلمانوں سے میل جول مفید ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جو مسلمانوں پر قوت بازو سے غالب آئے تھے مسلمان ان پر قوت روحانیت سے غالب آئے۔ اور اسلام کی شوکت دوبالا ہو کر چمکی۔ آج وہی حالات ہیں۔ اور مسلمانوں کی یہ مغلوبیت ایک چھپی ہوئی فتح ہے یاد رکھو کہ اسلام کی مغلوبیت اس کے غلبہ کا اصلی راز ہے۔ جب کبھی یہ مغلوب نظر آیا وہی وقت اس کے غالب آنے کا تھا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے بھاگنا وہ کسقدر مایوس کن نظارہ تھا۔ کہ داعیٔ اسلام آخر کار اپنی جان بچانے کے لیے بھاگتا ہے۔ مگر مسلمانوں کے دل گواہی دیتے تھے کہ اسیوقت سے ہی اسلام کو زندگی ملی۔ اسلئے انہوں نے اپنا سنہ ہی اس وقت سے شروع کیا۔ یہ سب سے پہلی شہادت تھی۔ کہ اسلام کی جسمانی مغلوبیت اس کے اصل غلبہ کا وقت ہے صلح حدیبیہ میں پھر ایک ایسی ہی شہادت ملی کفار نے شرائط صلح میں مسلمانوں کو خوب دبایا یہانتک کہ حضرت عمرؓ جیسے انسان کے منہ سے یہ لفظ نکلگئے یا رسول اللہ ہمیں دین کے معاملہ میں اس قدر ذلت کے شرائط کیوں قبول کرائے جاتے ہیں۔ ایک شخص پابزنجیر آتا ہے وہ اپنی پیٹھ پر کوڑوں کے نشان دکھاتا ہے کہ محض مسلمان ہونے کی وجہ سے یہ مصائب اس پر وارد ہو رہے ہیں۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ ہم شرائط صلح کے ماتحت تمہیں نہیں چھڑا سکتے۔ یہ تو آثار مغلوبیت تھے۔ جو زمین پر نظر آرہے تھے مگر آسمان کی آواز یوں گویا ہوئی انا فتحنا لک فتحا مبینا یہ مغلوبیت نہیں۔ یہ عظیم الشان اور کھلی فتح ہے جو ہم نے تمہیں عطا فرمائی ہے۔ اور ایک ڈیڑھ سال کے عرصہ میں تبلیغ اسلام نے وہ کام کر دکھایا جو کسی فتح سے حاصل نہ ہوسکتا تھا خود فتح مکہ جو اسلام کی سب سے زبردست فتح ہے وہ بھی فتح کہلانے کی اسلئے مستحق نہیں کہ اس دن اسلام کی قوت بازو نے کفار کو مغلوب کر لیا۔ بلکہ اسلئے کہ اسدن آنحضرت صلعم کے خلق عظیم نے کفار کے دلوں کو مسخر کر لیا۔ اور وہ دشمنان اسلام شیدائے اسلام بنگئے۔ اگر انہی

لوگوں کو تلوار کے ذریعہ سے مسلمان کیا جاتا تو وہ جاں نثاریاں وہ کب دکھلا سکتے جو بعد میں انہوں نے دکھائیں۔ ہاں خود اس وقت جب اسلام کی حالت سخت ہی بیکسی کی نظر آتی تھی جب کفار قرآن کریم کی ان پیشینگوئیوں پر کہ آخر اسلام کامیاب ہوگا ہنسا کرتے تھے یہی دلیل قرآن کریم نے دی ہے کہ

غلبہ دلوں کے فتح کرنے سے ہے

نہ جسموں کے۔ جب جسمانی طور پر کفر غالب تھا تو فرمایا اولم یروا انا ناتی الارض ننقصھا من اطرافھا یہ اسلام کے غلبہ کی پیشنگوئیوں پر اتنا تعجب کیوں کرتے ہیں۔ ان کو یہ بات بعید کیوں معلوم ہوتی ہے کہ کفر آخر کار مغلوب ہوگا۔ یہ دیکھتے نہیں کہ زمین تو گھٹتی چلی جا رہی ہے۔ اور ان کے بڑے بڑے لوگ اسلام میں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ان کا جسمانی غلبہ ان کے حقیقی غلبہ کی دلیل نہیں۔ بلکہ اسلام کا روحانی غلبہ اس کے آخر کار غالب آنیکی دلیل ہے۔ غلبہ تو یہ ہے کہ وہ لوگ جو جسمانی طور پر غالب ہیں۔ ان کے دل اسلام کی صداقت سے کھائے جا رہے ہیں۔ اسکے بڑے بڑے دشمن اسکے آگے سر جھکاتے چلے جاتے ہیں۔ یہ کیسی پیاری اور کیسی سچی دلیل ہے۔ کہ غلبہ جسمانیت سے نہیں بلکہ روحانیت سے ہے۔ غالب آنے کا نشان یہ ہے کہ وہ بات دل کو کھا جائے۔ ظاہری غلبہ کیا شے ہے جسکے متعلق ایک جگہ یوں فرمایا۔ وتلک الایام نداولھا بین الناس کبھی ایک قوم غالب ہوتی ہے تو کبھی دوسری۔ اس سے کچھ نتیجہ نہیں نکلتا جھوٹے ہیں وہ عیسائی جو آج عیسائی قوموں کے غلبہ سے اور مسلمانوں کی مغلوبیت سے عیسائیت کی صداقت اور مسلمانوں کی غلطی کی دلیل لیتے ہیں۔ کیا جب تین سو سال تک عیسائیت رومن امپائر میں مغلوبیت کی حیثیت میں تھی اسوقت وہ مذہب جھوٹا تھا۔ اور آج اپنے دنیوی اقتدار سے یہ سچا ہو گیا۔ صداقت کا نشان یہ ہے کہ اسلام

کے خلاف اسقدر زہر پھیلا ہوا ہونے کے باوجود اور مسلمانوں کی موجودہ مغلوبیت کے باوجود قرآن پاک کی صداقت اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک اور دلکش نقوش دلوں کو کھاتے چلے جا رہے ہیں۔ اور عیسائیت کے سارے اقتدار کے باوجود اسکی ساری فتوحات ملکی کے باوجود اسکے سارے مال و دولت کے صرف کے باوجود اسکے سارے لٹریچر کی اشاعت کے باوجود دلوں پر اس کا تصرف نہیں ہونے پاتا ایک مذہب اپنی مغلوبیت کے باوجود اپنے فاتحین کے دلوں کو کھاتا چلا جا رہا ہے اور دوسرا مذہب اپنی فتوحات ظاہری کے باوجود اپنے پیروؤں کے دلوں کے اندر سے بھی اپنی حکومت کو کھو رہا ہے۔ اور مفتوح قوموں کے دلوں پر بھی اس کا کوئی اثر نہیں۔ کاش مسلمان تھوڑا سا زور اشاعت اسلام پر لگا کر دیکھتے۔ کہ اس سے کیا نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اگر اسلام فاتحین کے دلوں کو ہاں مخالفین کے دلوں کو کھانا شروع نہ کر دیتا تو پھر اشاعت کی طرف سے مایوس ہو کر اور راہ اختیار کر لیتے۔ مگر یہ کیسی بدقسمتی ہے کہ نہ صرف خود توجہ نہیں کرتے بلکہ جب ایک مجدد وقت نے ایک جماعت کو اس کام کیلئے تیار کیا اور اس کام پر لگایا۔ اور صرف اشاعت اسلام کے لئے ایک جماعت بنائی تو اسکی راہ میں بھی روڑے اٹکائے جا رہے ہیں۔ مجذوبوں اور مجنونوں کے پیچھے لوگ لگیں کوئی انہیں برا نہیں کہتا۔ مگر مجدد وقت کے پیچھے لگ کر اشاعت اسلام کو اپنا نصب العین بنانا اتنا بڑا جرم ہے کہ عیسائی ہو جانا بھی اس کے برابر جرم نہیں۔ پھر ایک چھوٹی سی قوم جو اس غرض کیلئے تیار ہوئی جنکو اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر ایک شخص نے بتایا کہ اسلام کی کامیابی کا راز صرف اشاعت اسلام میں مضمر ہے۔ ہمیں ہو کر بھی اگر کوئی شخص اپنی پوری توجہ اس پر صرف نہ کرے۔ اور ادھر ادھر جھانکنا شروع کر دے کہ شائد فلاں راہ سے اسلام غالب آئیگا اور فلاں کام کو کر کے ہم بادشاہ بنجائینگے تو سوائے اسلام کی حالت پر رونے کے اور کیا کیا جائے ہمیں تو ہر ایک اس کام سے ہمدردی ہے اور یقیناً ہے جسمیں اسلام اور مسلمانوں کی کچھ بھی بھلائی نظر آتی ہے خواہ وہ تھوڑی ہی بھلائی ہو۔

اسی لئے ہماری انجمن نے جب یہ اعلان کیا کہ ہم اشاعتِ اسلام کے کام کو ہی مقدم سمجھتے ہیں۔ اور اسکو کسی دوسرے کام کیخاطر نہ چھوڑ سکتے ہیں نہ کمزور کر سکتے تو یہ بھی ساتھ ہی اعلان کیا تھا کہ ہمیں

ترکِ موالات کے بعض پہلوؤں سے بھی ہمدردی ہے

اسلئے کہ ان میں اسلام کا فائدہ تھا اور مسلمان قوم میں کچھ اخلاق فاضلہ کیطرف قدم اُٹھتا نظر آتا تھا مثلاً یہ کہ جھوٹی عزت کی خواہش دل سے نکلجائے جسے ہم حکام کے دروازوں پہ جاکر طلب کرتے ہیں۔ اور اس جھوٹی عزت کیخاطر اپنا دین و ایمان تک بیچنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ ہمنے عزت اس کو سمجھا ہوا ہے جو حکام کے دروازوں پر ذلت اُٹھانے سے ملتی ہے۔ حالانکہ ہماری پاک کتاب ہمیں بتاتی ہے کہ عزت صرف خدا کے آگے جھکنے سے ملتی ہے۔ یا مثلاً یہ کہ اگر ہم اپنے مقدمات کا فیصلہ قرآن و حدیث سے کر سکتے تو کسقدر خوشی کا مقام تھا ہمارا روپیہ بھی برباد ہونے سے بچتا اور ہم عملاً قرآن و حدیث پر چلنے والے بھی ہوتے یا مثلاً یہ کہ ہم اپنی خوراک میں لباس میں رہائش میں اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پہ عمل کرتے ہوئے سادگی اختیار کرتے اور اُن غیر ملکی اشیاء کو جن کے استعمال نے مسلمان قوم کو اسراف میں ڈال کر تباہ کر دیا ہے ترک کرتے۔ ہاں ترک موالات سے جو پہلو نقصان دہ نظر آئے۔ ان میں اختلاف بھی کیا اور علی الاعلان کیا مثلاً تعلیم کے معاملہ میں جہاں خود اپنی قوم کو نقصان پہنچتا نظر آتا تھا۔ اور نقصان پہنچا ہم نے اپنی آواز اُٹھائی یا مثلاً اسمعاملہ میں کہ ہمسایہ قوم سے تعلق محبت اور اتحاد پیدا کرتے ہوئے آنکھیں بند کر کے اُن کے پیچھے ہولیں۔ کیونکہ اسی دوسری قوموں کا سہارا تلاش کرنے کی عادت نے ہمیں پہلے بھی تباہ کیا۔ اور پھر بھی تباہ کریگی۔ دوسری قوموں سے تعلق محبت پیدا کرنا عین اسلام کی تعلیم ہے یہانتک کہ ہمارے مذہب کا اصول یہ بنا دیا گیا کہ ہر قوم کے بزرگوں کی عزت کریں مگر مسلمانوں

کی نجات صرف ایک ہی طرح ہے۔ کہ وہ اپنی قوم کو مضبوط کریں جہاں دوسروں سے محبت پیدا کرتے ہیں اپنوں میں محبت پیدا کرنے پر اس سے بھی وہ چند زور لگائیں۔ اور اتحاد اسلامی کی بنیاد کو سب سے بڑھ کر مضبوط کریں ایسا ہی جب ہجرت کی تحریک شروع ہوئی تو ہم نے اس وقت بھی یہی کہا تھا کہ ہجرت خود ایک قابل عزت فعل ہے مگر حالات موجودہ میں ہجرت کرنے کا فتوے درست نہیں۔ اسلئے کہ عملاً یہ بات ناممکن ہے۔ اسی میانہ روی کے اختیار کرنے کی وجہ سے کوئی ہمیں یہ الزام دیتا ہے کہ مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے ہم یہ کچھ کر رہے ہیں۔ اور کوئی یہ الزام دیتا ہے۔ کہ ہم گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے فلاں راہ اختیار کر رہے ہیں۔ لوگوں کی زبان سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ اپنے بھائیوں کی نیت پر حملہ کرنا مسلمانوں کا کام نہیں ہونا چاہیے ہمیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مدنظر ہے۔ جس کام میں ہم اسلام کی بھلائی دیکھتے اور یقین کرتے ہیں جس طرح اسکی حمایت میں آواز اُٹھانے سے گورنمنٹ کا خوف نہیں کرتے اسی طرح جس کام میں اسلام اور مسلمانوں کا نقصان دیکھتے ہیں اس کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں۔ اپنے بھائیوں کی ناراضگی کی پرواہ نہیں۔ ہاں یہ ہمارا ایمان ہے کہ اصل کامیابی اُسی راہ میں ہے جو

حضرت موسیٰ کو فرعون کے مقابلہ پر

بتائی گئی تھی۔ فرعون اور موسیٰ کے حالات کو موجودہ حالات پر چسپاں کرنیوالے تو بہت ہیں۔ مگر ان حالات سے جو سبق ملتا ہے۔ اس کی طرف توجہ نہیں۔ جب فرعون نے حکم دیا قال سنقتل ابناءھم ونستحي نساءھم وانا فوقھم قاھرون۔ ہم بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کریں گے۔ اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھینگے۔ اور ہم ان پر غالب

ہیں۔ تو حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے کیا علاج بتایا کیا یہ کہا تھا۔ کہ فرعون کے ساتھ جنگ کرو۔ یا اُس سے بغاوت کرو۔ بلکہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو یوُں ہدایت فرمائی قال موسیٰ لقومہ

استعینوا باللہ واصبروا

یعنے تمہارے لئے ایک ہی کامیابی کی راہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر جُھک جاؤ۔ اور اسی سے مدد مانگو۔ اور جو مصائب آئیں انہیں صبر سے برداشت کرو۔ یہی راہ اپنی قوم میں قوّت پیدا کرنے کی ہے۔ کیوں آج ہمارے بھائی اس راہ کو دوسری سب راہوں پر مُقدم نہیں کرتے۔ کیوں اپنی قوم کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور سارا زور دوسری قوم کا سہارا تلاش کرنے پر ہے۔ جب اپنے اندر طاقت پیدا کرنے کی ہی فکر نہیں۔ تو دوسری قوم کے مقابل زور خاک لگا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری تجاویز میں سے اکثر کا انجام ناکامی ہے۔ غیر اللہ کا خوف اور غیر اللہ کی خوشی حاصل کرنے کی کوشش یکساں گناہ ہے۔ خواہ وہ غیر اللہ حُکّام وقت ہوں۔ اور خواہ اپنے ہی مسلمان بھائی ہوں کلمۂ حق بلاخوف لومۃ لائم کہنا یہ اصل ضرورت ہے۔ مگر ہم ایک بات کے ترک کی طرف قدم اُٹھانے کے باوُجود دوسری کیطرف قطعاً متوجہ نہیں ہوتے ہم میں سے جس طرح بہت لوگ ایسے ہیں جو عزّت کی خاطر حُکّام وقت کی خوشامد کرتے ہیں۔ اسی طرح بہت ہیں جو صرف پبلک کی خوشامد کو اپنا اصُول بنائے ہوئے ہیں میانہ روی ہی جو اسلام کی تعلیم ہے یہ دونوں راہیں دُور ہیں۔ اپنی قوم سے ہمدردی کا دوسری قوم سے سلوک کا خواہ وہ دشمن قوم ہو کیا اصُول قرآن کریم نے سکھایا۔ ولا یجرمنکم شنآن قوم صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا وتعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا

علی الاثم والعدوان کسی قوم کی دشمنی کہ انہوں نے تمہیں خانہ
کعبہ سے روکا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان کے خلاف
زیادتی کرو۔ اور نیکی اور تقوے کے کاموں میں ایک دوسرے کی
مدد کرو۔ اور گناہ اور زیادتی میں ایکدوسرے کی مدد مت کرو۔ اب
دیکھو مسلمانوں کی دشمنی میں جو قوم کوئی سخت سے سخت کام کر سکتی
ہے۔ وہ خانہ کعبہ سے ان کا روکنا یا اس پاک گھر کے متعلق
انہیں صدمہ پہنچانا ہے۔ مگر ایسی قوم کا ذکر کر کے بھی فرمایا کہ انصاف
کو ان کے مقابلہ میں بھی ہاتھ سے نہ دو۔ ان کے خلاف بھی زیادتی
مت کرو یہ وہ پاک تعلیم ہے۔ جس پر قرآن مجید چاہتا ہے کہ ہم قائم ہوں
مگر ہم جسطرح خوشامد میں ایک وقت حد سے نکلجاتے ہیں۔ دوسرے وقت اعتداء
کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم کی اصل غرض چونکہ انسانوں کی
اصلاح ہے۔ اسلئے اعلےٰ درجہ کی میانہ روی کا اصول سکھایا ہے۔ یہی
وہ اخلاق ہیں جو اگر مسلمانوں سے ظاہر ہوں تو دوسری قوموں کی گردنیں
ان کے اخلاق کے سامنے جھک جائیں۔ مگر ان اخلاق پر قائم ہونا اور
دوسروں کو قائم کرنا ایک مشکل راہ ہے۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمان بھائیوں
کو اسی میانہ روی پر چلنے کی توفیق دے۔ بالآخر میں یہ کہونگا کہ جب
خلافت جسمانی اس کمزوری کی حالت کو پہنچ گئی تھی تو مسلمانوں کو چاہئے تھا۔ کہ
اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت روحانی کی طرف متوجہ ہوتے مگر انہوں نے اس
دوسرے سلسلہ کو ہاں خدا کے قائم کردہ سلسلے کو لغو قرار دیکر اپنی توجہ کو اس طرف سے
ہٹالیا ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے بھی جو انسانوں کے اعمال کے مطابق انکو پاداش دیتا ہے
انکو اسی حالت میں چھوڑ دیا ہے جسمیں وہ خود داخل ہو گئے ہیں اللھم اھد قومی انھم لا یعلمون

ہرمیج ولا شملہ
یکم ستمبر ۱۹۲۱ء

محمد علی

اہل کتاب

(از قلم جناب خالد شیلڈرک صاحب نومسلم)

ولا تجادلوا اھل الکتٰب الا بالتی ھی احسن الا الذین ظلموا منھم وقولوا اٰمنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم والٰھنا والٰھکم واحدٌ ونحن لہ مسلمون ○

ترجمہ - اور اہلکتاب کے ساتھ جھگڑا نہ کیا کرو - مگر ایسی طرح پر کہ وہ نہایت ہی شائستہ ہو - ہاں جو لوگ ان میں سے زیادتی کریں - اور کہو کہ جو کتاب ہم پر نازل ہوئی - اور جو کتابیں تم پر نازل ہوئیں - ہم تو سبھی کو مانتے ہیں - ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے - اور ہم سب اسی کے فرمانبردار ہیں +

وان الذین اورثوا الکتٰب من بعدھم لفی شک منہ مریب ○ فلذٰلک فادع واستقم کما امرت ولا تتبع اھواءھم وقل اٰمنت بما انزل اللہ من کتٰب وامرت لاعدل بینکم اللہ ربنا وربکم لنا اعمالنا ولکم اعمالکم لا حجۃ بیننا وبینکم اللہ یجمع بیننا والیہ المصیر ○

ترجمہ - جو لوگ اگلوں کے بعد کتاب کے وارث ہوئے - وہ دین اصلی کی طرف سے شک وشبہ میں پڑے ہیں - تم تو اسی دین کی طرف بلاتے رہو جیسا تم سے فرما دیا گیا اس پر قائم رہو - اور انکی خواہشوں پر نہ چلو اور ان سے کہدو کہ کتاب جو کچھ خدا نے اتارا ہی - اور جو کچھ مجھے حکم ملا ہے تمہارے درمیان انصاف کروں اللہ تمہارا پروردگار ہے - ہمارا کیا ہم کو اور تمہارا کیا تم کو - ہم میں اور تم میں کچھ جھگڑا نہیں - اللہ ہی قیامت کے دن ہم کو جمع کریگا - اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے +

اکثر جاہل لوگ جنہیں اصلی واقعات سے واقفیت نہیں تھی کہدیتے ہیں کہ اسلام

مذہبی تعصب رکھتا ہے۔ اور تمام غیر مسلموں کو خداوند تعالیٰ کے احاطہ رحم سے باہر سمجھتا ہے لیکن قرآن شریف میں ہم پڑھتے ہیں لا اکراہ فی الدین مذہب میں جبر نہیں ہونا چاہئے صاف ظاہر ہے کہ اسلام دیگر مذاہب سے مختلف ہے۔ جہالت سے ہی مذہبی تعصب پیدا ہوتا ہے۔ زمانہ سلف کے پادریوں نے یہ ٹھان لی کہ عوام کو مذہب سے بالکل ناواقف رکھا جائے۔ اسلئے تاریخی واقعات اور روحانی امور کو ان سے پوشیدہ رکھا گیا۔ یہودی شرع موسوی کا کبھی خود مطالعہ نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اسکی تشریح ربی ہی کیا کرتے تھے۔ عیسائیوں کو بھی انجیل پڑھنے کی اجازت نہ تھی ان کو حضرت مسیح اور پادریوں کو نجات کا وسیلہ ماننے کیلئے کہا جاتا تھا جو ان کیلئے دعا مانگتے اور انہیں انجیل سمجھاتے تھے۔ پادریوں نے عوام کی جہالت سے عمل و ایمان کی آزادی اور دوسرے مذاہب کے خلاف ایک ہتھیار کا کام لیا۔ اس طرح صلیبی جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور یورپ سے بیشمار دیندار مگر جاہل لوگ ایشیا پر حملہ آور ہوئے۔ اس وقت کے پادریوں نے جاہل لوگوں کے دلوں میں بیجا جوش پیدا کرکے ایک خطرناک جنگ کا سلسلہ شروع کر دیا جسمیں لاکھوں جانیں تلف ہوگئیں۔ آخر کار ایکدن آگیا جب پادریوں کی خوشامد یا انکی دھمکی لوگوں کو لڑائی پر آمادہ نہ کر سکی۔ لیکن پھر انھوں نے سازشیں شروع کیں اور خونریزی کا علم اٹھایا۔ لیکن اس دفعہ (Heretics) یا ملحدوں کے خلاف بلند ہوا۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک یورپ خون میں غلطاں ہوگیا ہزاروں جلائے گئے۔ اور ان کو پادریوں کے حکم سے طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں اس کا سبب صرف یہی تھا۔ کہ صلیبی جنگوں کے بعد عوام کو تھوڑا سا علم آگیا تھا۔ اور پادریوں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ یہ علم خطرناک ہے۔ یہاں میں اپنے قارئین کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اس زمانے میں عمل و ایمان کی آزادی عیسائی ممالک میں بالکل مفقود تھی۔ کیونکہ حضرت مسیح کی تعلیم کا تو بالکل نام و نشان تک باقی نہ رہا تھا۔ اور اسکی بجائے پادریوں نے ایک نئی عیسائیت کی بنیاد رکھی تھی۔ میں ہرگز

اس ظلم کو حضرت مسیح کی تعلیم کا نتیجہ نہیں کہتا۔ کیونکہ موجودہ عیسائیت تو حضرت مسیح کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس طوفان کے دوران میں جس نے تمام مغربی دنیا کو خون میں غرق کر رکھا تھا ایک عیسائی شاعر نے یہ آواز اُٹھائی۔ کہ صرف ایک ہی عیسائی دُنیا میں تھا جو صلیب پر فوت ہو گیا۔ کیا یہ اس بات کا اقرار نہیں کہ حضرت مسیحؑ کا مذہب شروع میں ہی ضائع ہو گیا۔ اگر اس شاعر نے اسلام کا مطالعہ کیا ہوتا تو اُسے یہ معلوم کر کے کس قدر خوشی ہوتی کہ آج بھی حضرت مسیح کا مذہب زندہ ہے۔ اس زمانہ میں صرف مذہبی تعصّب کی وجہ سے عیسائیوں نے ہزاروں مسلمانوں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اِن عیسائیوں کے پاس ہمارے ہم مذہبوں سے سلوک کرنے کے لئے کوئی ہدایت موجود نہ تھی۔ پرانے عہد نامہ میں لکھا ہے "تو ان میں سے ہر ایک کو قتل کر اور ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ" نئے عہد نامہ میں درج ہے کہ حضرت مسیح نے کہا میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس گلّہ سے تعلق نہیں رکھتیں۔ لیکن نئے عہد نامہ میں عیسائیوں کیلئے کوئی ہدایت نہیں۔ کہ وہ دوسری بھیڑوں سے کیسا سلوک کریں۔ اگر ہم حضرت مسیح کے دوسرے الفاظ کو ہی لیں جو نئے عہد نامے میں درج ہیں جہاں آپ نے تمام غیر یہودیوں کو سگ کہا ہے۔ اور اپنے پیروؤں کو سوائے یہودی شہروں کے دوسری جگہ داخل ہونے سے روکا ہے حضرت مسیح نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ "میں صلح نہیں بلکہ تلوار لایا ہوں"۔ اگر ہم صفائی سے فیصلہ کریں تو اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ اس کتاب میں جس کو انجیل مقدس کہا جاتا ہے شروع سے اخیر تک کہیں بھی کوئی ایسا حکم نہیں ملتا جو عیسائیوں کو غیر مذاہب رکھنے والوں سے حسن سلوک یا برادرانہ تعلقات کی تلقین کرتا ہو بلکہ بدقسمتی سے بہت سے مقامات ایسے موجود ہیں جہاں سے یہ تحویل ہو سکتا ہی کہ عیسائی دوسروں سے مذہبی تعصب رکھیں۔ یہ واقعی ایک رنجدہ امر ہی کہ باوجود یورپ میں عیسائیت کو رائج ہوئے دو ہزار برس گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ کونسا مذہب تعصب کا حامی ہی۔ آج ایک پادری مسلمانوں کو ہر گز

گرجا میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیگا لیکن ہمارے نبی کریم صلعم نے عیسائیوں کو مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت دی۔ چند سال ہوئے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ باکو کی مسجد میں ایک مسلمان ملا اور رام بخش پادری مسلمان اور عیسائیوں کی جماعت کو وعظ کرتے تھے۔ کیا انگلینڈ کا ایک متعصب پادری ایک مسلمان کو اپنے منبر سے وعظ کرنے کی اجازت دیگا۔ ہمارے عزیز بھائی حاجی خواجہ کمال الدین نے لنڈن میں یونیٹیرین گرجا (Unitarian Church) کے منبر سے وعظ کیا لیکن کیا ایک ٹرینیٹیرین گرجا (Trinitarian Church) اپنے دروازے ان کے لئے کھولتا۔ میں افسوس سے کہتا ہوں جہاں تک میرا خیال ہے وہ ہرگز نہ کھولتا۔ آج بھی عیسائیت میں اس قدر تعصب موجود ہے یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ انجیل بھی دوسرے مذہب کے لوگوں سے تعلق رکھنے کی اجازت نہیں دیتی لیکن تاہم اسکا الزام ان نامعلوم الاسم لوگوں پر لگائیں گے جنہوں نے انجیل کی کتابوں کو تصنیف کیا۔ اسلام میں آکر قرآن کریم کو پڑھنا کیا خوشگوار معلوم ہوتا ہے جس کی تعلیم ہے کہ ہم دوسروں سے نفرت نہ کریں۔ بلکہ ان سے نرمی کے ساتھ گفتگو کریں ہمیں ان کو بتانا چاہئے کہ ہم ان کے دشمن نہیں۔ اور نہ ہی ان کو خداوند تعالیٰ کے رحم سے باہر سمجھتے ہیں۔ بلکہ حقیقت میں ہم سب ایک ہی ہیں۔ ہمارے درمیان فساد نہیں ہونا چاہئے ہم ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ یہاں عیسائیوں اور یہودیوں کو بتایا گیا ہے کہ خدا تنگدلی سے کسی کی طرفداری نہیں کرتا بلکہ رب العالمین ہے۔ یہ بے تعصبی اور سچائی کا پیغام ہے جو دنیا میں امن اور صلح قائم کرنے کے لئے آیا۔ اس پیغام کو نبی کریم صلعم لے کر آئے۔ اور ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دنیا میں اس کی اشاعت کرے۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا تمام مخلوق خدا کا ایک خاندان ہے۔ اور وہی انسان خدا کو محبوب ہے جس کی ذات سے بنی نوع انسان کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ خدا کی طرف سے ہم پر فرض ہو گیا ہے کہ ہدایت اور سچائی کو دنیا میں پھیلائیں۔

قرآن کریم میں ان صاف الفاظ میں اہلکتاب کو کہا گیا ہے۔ یا اھل الکتٰب

قد جاء کم رسولنا یبین لکم کثیرًا مما کنتم تخفون من الکتب ویعفوا عن کثیر ہ قد جاء کم من اللّٰہ نور وکتب مبین ہ یھدی بہ اللّٰہ من اتبع رضوانہ سبل السلم ویخرجھم من الظلمت الی النور باذنہ ویھدیھم الی صراط مستقیم۔ **ترجمہ**۔ اے اہلکتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے۔ اور کتاب میں سے جو کچھ تم چھپاتے رہے ہو وہ اسمیں سے بہت کچھ تم سے صاف صاف بیان کرتا ہے۔ اور بہتیری باتوں سے چشم پوشی کرتا ہے۔ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور قرآن مبین آچکا ہے۔ جو لوگ خدا کی رضامندی کے طلبگار ہیں۔ ان کو اللہ قرآن کے ذریعہ سے سلامتی کے راستے دکھلاتا ہے۔ اور اپنے فضل سے ان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا۔ اور ان کو راہ راست دکھاتا ہے +

پھر ہم پڑھتے ہیں:۔

یا ھل الکتب قد جاء کم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر (**ترجمہ**۔ اے اہلکتاب جب رسولوں کا آنا مدتوں تک ناغہ رہا تو ہمارا رسول تمہارے پاس آیا جو تم سے صاف صاف بیان کرتا ہے مبادا کہ تم کہو کہ ہمارے پاس نہ تو کوئی خوشخبری سنانے والا آیا اور نہ ڈرانیوالا

قرآن کریم کس خوبی سے ہمیں دوسروں کے ساتھ معاملہ کرنے کی تعلیم دیتا ہے ہم اور لوگوں کی نسبت جن کے پاس کوئی ہدایت نہیں کس قدر غنی ہیں یہودیوں اور عیسائیوں کو بھی اس ہدایت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اگر وہ اس سے انکار کریں تو یقینًا وہ خاسرین میں سے ہیں۔ ان کیلئے قرآن میں ایک وعدہ ہے"۔ ولو ان اھل الکتب امنوا واتقوا لکفرنا عنھم سیاتھم ولا دخلنھم جنت النعیم۔ ولو انھم اقاموا التورٰۃ والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم (**ترجمہ**) اور اگر اہلکتاب ایمان لاتے اور ڈرتے

تو ہم ان سے ان کے گناہ ضرور اُتار دیتے . . . .
. . . اور ان کو باغوں میں بھی ضرور داخل کرتے ۔ جن میں نعمتیں موجود ہیں ۔ اور اگر یہ توریت اور انجیل پر اور ان پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے اتری ہیں قائم رہتے تو ضرور اوپر سے اور پاؤں کے تلے سے کھاتے +

اسلامی تعلیم کے ماتحت مسلمان ہمیشہ عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ آج سینکڑوں گرجے اور یہودی معبد موجود ہیں ۔ اور ہزاروں عیسائی اور یہودی اسلامی سلطنت میں پرامن زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ اسلام تو تعصب کی اجازت نہیں دیتا

آخر میں میں تمام غیر مسلموں سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ قرآن پر غور کریں اور اگر مسلمانوں سے بحث کریں تو صلح کی خاطر ہو ۔

مسلمانوں سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ اشاعت اسلام کیلئے سعی بلیغ کریں ۔ جیسے ان کے آبا و اجداد کرتے تھے ۔ اور اس دن کو قریب لے آئیں جب کہ تمام ممالک میں آفتاب اسلام درخشاں ہو اور سب دنیا میں امن صلح اور اخوت انسانی قائم ہو جائے +

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

جدید تصنیف حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری

پیرس کی عظیم الشان مذہبی کانفرنس کا تذکرہ غیر مسلمین و نومسلمین سے اختلافی مسائل شیعہ و سُنّی مراسم نماز پر علی الترتیب مکالمات موجودہ ہندو مسلم اتحاد ۔ فرقی اختلافات پر تنقیدی نظر ۔ تمام نظام عالم کا اصولی امور میں متحد ہو کر اپنی نوعیت میں اختلاف کرنا مسلم ہے ۔ اور اسکے متعلق صحیفۂ قدرت سے استدلال اور اختلاف امتی رحمۃ کی دلچسپ تشریح ہے ۔ تمام نہاد فرقہ ہائے اسلام کے اصول ایک ہیں اپنے عقائد کا اظہار ۔ نبوت کے معنے اور ختم نبوت پر سیر کن بحث ۔ نزول و وفات مسیح پر روشنی آنیوالے مسیح کے مسئلہ پر بحث یہ کتاب ایسی ہے کہ ہر پڑھنے والے کے دل میں جمہور اہل اسلام کی محبت پیدا کریگی ۔ خواہ کوئی کسی فرقہ سے کیوں تعلق نہ رکھتا ہو اس بیگانگت و جنبیت کو دور کریگی جو مختلف فرقہ ہائے اسلام آپس میں رکھتے ہیں +

درخواستیں بنام خواجہ عبد الغنی مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں

قربانی کا آغاز اور ترقی

(از قلم جناب محمد صادق ڈڈلے رائیٹ نومسلم)

فارس کی ایک روایت کے مطابق تمام ذی رُوح مخلوق ایک مقدس بیل کے خُون سے پیدا ہُوئی جسے مِتھرا نے قُربانی کیا ۔ مِتھرا صرف خالق ہی نہیں ۔ بلکہ اِنسان اور خالق کے درمیان وہ شفیع کا رُتبہ بھی رکھتا ہے ۔ وہ بدی کو فسخ کرنیوالا اور رُوحوں کی حفاظت کرنیوالا تھا ۔ یونانیوں کے خیال کے مطابق قربانی سے دیوتاؤں کے ساتھ رشتہ قائم ہو جاتا تھا رومن لوگوں کے درمیان بھی قربانی کا یہی مقصد ہُوا کرتا تھا ۔ وہ ایک بیل کی قُربانی کرتے تھے ۔ اور اُس کے خُون کو قُربانی دینے والے کے سر پر بہاتے تھے ۔ جو ان کے خیال کے مطابق دیوتا ہو جاتا تھا ۔ رومن لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ کفّارہ سوائے خُون کے نہیں ہو سکتا اور کسی کی قربانی سے ہی دوسروں کو نجات مل سکتی ہے ۔ اسی عقیدے سے موجودہ عیسائیت نے کفارے کا مسئلہ تراش لیا ہے ۔ حالانکہ یہ مسئلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی تعلیم کے بالکُل برخلاف ہے ، حضرت مسیح کسی نئے مذہب اور عقائد کی بُنیاد رکھنے نہیں آئے تھے بلکہ آپ مذہب کو مُکمّل کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے ۔ آپ نے کوئی نئے عقائد نہیں سکھلائے ۔ بلکہ آپ اپنے وقت کے مصلح تھے ۔ اور آپ کا کام حقوق العباد اور حقوق باریتعالیٰ کو لوگوں پر ظاہر کرنا تھا ۔ نبی کریم صلعم کی بعثت کا بھی یہی مقصد تھا ۔ اور یہی مقصد تمام انبیا کا ہونا ہے حضرت مسیح کے اولین پیرو کرسچین کہلاتے تھے ۔ کرائسٹ (Christ) کوئی نام نہیں ۔ بلکہ لقب ہے جو ایک روحانی معلم کیلئے موزوں ہے +

پہلے پہل مسئلہ کفارہ کی تعلیم السلم نے دی جس کو اس نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا انسان نے خدا کے خلاف گناہ کیا۔ اور گناہوں کا بوجھ اسقدر زیادہ ہوگیا کہ تمام نیکیاں بھی ان کے اثرات کو دور نہیں کر سکتیں اسلئے خدا کیلئے یہ ضروری ہوگیا وہ انسانی لباس میں نازل ہو۔ اور انسانوں کے گناہ کے عوض قربانی ہو جائے۔ اس شر انگیز مسئلہ نے دہریت پھیلانے میں بہت معاونت کی ہے۔ گریگوری نے بھی یہی عقیدہ اپنے خطبوں میں بیان کیا۔ اور اسکی ایک تحریر جو اس نے سینٹ جیروم کو لکھی قابل غور ہے ✤

صرف تھوڑی سی لفاظی لوگوں پر اثر ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ وہ جسقدر کم سمجھتے ہیں اسیقدر زیادہ تعریف کرتے ہیں۔ ہمارے باپ دادا اور کلیسیا کے بزرگوں نے اکثر وہ باتیں کہی ہیں جن کو وہ درست نہیں سمجھتے تھے بلکہ اسلئے کہیں کہ وہ موقعہ و محل کے مطابق تھیں۔ کلیسیا کے پادریوں نے اپنی مطلب براری اور خود غرضی سے موقع اور ضرورت کے مطابق جو چاہا کہ دیا۔ یہ فرقہ ہر ملک میں اسی اصول پر کاربند رہا ہے۔ پادریوں کی یہ تعلیم ہے کہ لوگ ان کے ذریعہ سے ایک انسانی قربانی کے ذریعہ خدا کے احکام اٹل قوانین کو بدل سکتے ہیں۔ ہم مسلم ایسی تعلیم کو ہرگز نہیں مانتے۔ خداوند تعالےٰ بغیر کسی عوض اور بدلے کے اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے۔ انسان خدا کو رشوت نہیں دے سکتا اور نہ ہی وہ خدا کو کسی نعمت کے عوض کچھ بدلے میں دے سکتا ہے۔ خداوند تعالےٰ تو رحمن اور رحیم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے مطابق "نہ باپ دادوں کے بدلے اولاد قتل کیجائے۔ ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائیگا (استثنا باب ۲۵ آیت ۱۶) قرآن کریم بھی اسی عقیدے کو بیان کرتا ہے کہ لا تزرو وازرۃ وزر اخرٰی ٥ وان لیس للانسان الا ما سعیٰ (ترجمہ) کوئی شخص بھی کسی دوسرے کا بوجھ اٹھانے والا نہ ہوگا۔ اور انسان کے لئے کچھ نہیں سوائے اس کے کہ جس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے ✤

من اهتدی فانما یهتدی لنفسه ومن ضل فانما یضل علیها

ترجمہ:- جو کوئی ہدایت پر چلتا ہے اس کے اپنے ہی نفس کیلئے ہے اور جو گمراہ ہو جاتا ہے وہ اپنے اوپر ہی گمراہی لیتا ہے +

ہم جو مثال اعمال کے ذریعہ پیش کرتے ہیں۔ اس کا اثر دوسروں پر ضرور ہوگا لیکن ہم دوسروں کی کمزوریوں کے ذمہ وار نہیں ہو سکتے۔ کیا یہ نئے عہد نامہ میں درج نہیں۔ کہ یسوع حکمت اور قدو قامت میں اور خدا کی اور انسان کی مقبولیت ترقی کرتا گیا (لوقا باب ۲ آیت ۵۲) اور انکی نجات کے بانی کو دکھوں کے ذریعے سے کامل کرے (عبرانیوں باب ۲ آیت ۱۰) اگر ہم نئے عہد نامہ میں حضرت مسیح کی زندگی کو بے تعصبانہ نگاہ سے دیکھیں تو ہمیں اسی نتیجہ پر آنا پڑیگا۔ کہ آپ کو اس ذمہ واری کے بوجھ کا جو ایک نبی پر ڈالا جاتا ہے بہت احساس تھا۔ لیکن آپ حضرت آدم کے زمانے سے دنیا کے آخر تک تمام بنی نوع انسان کے گناہوں کے ذمہ وار نہ تھے۔ کوئی انسان بھی اس بار گراں کو اپنے کندھوں پر نہیں اٹھا سکتا۔ کفارہ کا مسئلہ خداوند تعالیٰ کی صفت رحیمیت اور رحمانیت کے خلاف ہے۔ یہ مسئلہ خداوند تعالیٰ کی بخشش اور فضل کو محدود کر دیتا ہے۔ حالانکہ وہ لامحدود ہیں۔ خداوند تعالیٰ بغیر کسی قربانی کے رحم کر سکتا ہے۔ اور وہ کرتا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت اسی وجہ سے ہوئی کہ یہ غلط فہمیاں جو حضرت مسیح اور انبیا کی تعلیم کے سراسر خلاف ہیں دور ہو جائیں +

لوگ یہ اعتراض کر سکتے ہیں۔ کہ اسلام نے بھی تو قربانی جائز رکھی ہے۔ یہ صحیح ہے۔ نبی کریم صلعم نے خود بھی قربانی دی۔ اور اب تک بھی تمام مسلمان قربانی دیتے ہیں۔ حج کے موقعہ پر بھی ہر ایک انسان کو ایک جانور کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ اس فعل سے مراد کچھ اور ہوتی ہے۔ قربانی انسان کو سکھاتی ہے کہ حق کی خاطر وہ اپنی جان تک بھی قربان کر دے۔ دوسرا سبق رضائے الٰہی کی کامل فرمانبرداری ہے جو ہم قربانی سے

سیکھتے ہیں - خدا کا شکرادا کرنے کیلئے بھی قربانی کیجاتی ہے لیکن کبھی بھی جانور کا گوشت آگ میں نہیں جلایا جاتا - بلکہ غربا اور مساکین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے جس سے احکام الٰہی کی فرمانبرداری بنی نوع انسان کیخدمت ظاہر ہے - گناہوں کا کفارہ یہی ہے کہ ان بد افعال کو ترک کر دیا جائے - تاکہ انسان کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو جائے - گناہوں کا کفارہ نیکی سے ہو سکتا ہے خون سے نہیں جو صفات الٰہیہ پر ایک افترا ہے کوئی عبادت اور نیک اعمال بغیر قربانی کے ممکن نہیں - یہ انسان کی اپنی قربانی کو چاہتے ہیں - نہ کسی جانور - انسان یا خدا کی +

غزوات نبوی

نمبر ۴

یہود سے جنگ

از قلم مولوی مصطفٰے خانصاحب بی اے مسلم مشنری ووکنگ انگلستان

کعب بن اشرف نبی کریم صلعم کی جان کے درپے تھا - اب تک تو مسلمان باوجود اسکی عہد شکنی کے صبر کرتے رہے لیکن اب ایسا وقت آگیا تھا - کہ ان کا چپ رہنا تمام مسلمانوں کیلئے خطرے کا موجب تھا - تمام مسلمان نبی کریم صلعم کیخدمت میں حاضر ہوئے اور کعب بن اشرف کو قتل کرنیکی اجازت مانگی - نبی کریم صلعم نے اجازت دیدی - اور کعب بن اشرف قتل کر دیا گیا چند اور واقعات بھی ایسے ہو گئے جنکے سبب یہودیوں کے کینے کی آگ اور زیادہ مشتعل ہو گئی -

تاریخ اسلام میں کنوکا کے یہودی قبیلے کا نکالا جانا ایک مشہور واقعہ ہے - اکثر یہودی قبائل تجارت میں مشغول تھے - اور دولت کے ہمراہ جو برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں وہ بھی ان میں موجود تھیں لیکن بنی کنوکا کے اخلاق خاص طور پر گرے ہوئے تھے وہ اکثر بغاوت اور جھگڑے فساد کیا کرتے تھے - ایکدن ایک مسلم لڑکی گاؤں سے دودھ لیکر انکے بازار میں بیچنے کیلئے آئی یہودی نوجوان نے

عورت کی عزت اور تہذیب کے خیالات کو بالائے طاق رکھ کر اس لڑکی کی توہین کی ایک مسلمان
پاس سے گزر رہا تھا۔ وہ اُس لڑکی کی طرف سے کھڑا ہو گیا۔ اور لڑائی شروع ہوئی جس میں
ایک یہودی مارا گیا۔ اس پر یہودیوں کی ایک جماعت نے اس مسلمان پر حملہ کر دیا۔ اور اُسے
وہیں مار ڈالا۔ اب یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک سخت لڑائی ہوئی جس میں
دونوں جانب کے بہت سے لوگ مارے گئے۔ نبی کریم صلعم کو جب اس واقعہ کی خبر ملی تو آپ
فوراً موقعہ پر پہنچے اور اپنے لوگوں کا غصہ فرو کرنے میں کامیاب ہوئے۔ پھر آپ بنی کنوکا کے
کے پاس گئے۔ اور ان سے کہا کہ آئندہ پھر وہ ایسے فساد برپا نہ کریں۔ تاکہ انکی سرکشی کی وجہ سے
ان پر وہی مصیبت نازل ہو۔ جو قریش پر جنگ بدر میں نازل ہوئی۔ اس پر انہوں نے جواب دیا
او محمد ہم قریش کی طرح نہیں ہیں۔ اگر تم جنگ کرو گے تو ہم تمہیں ایک سبق سکھائیں گے۔ یہ نہایت
گستاخی اور بے ادبی کا جواب تھا۔ آپ نے فوراً معلوم کر لیا کہ یہ اعلان جنگ سے کم نہیں جو
یہودیوں کے ذی وقار لوگوں کی زبان سے نکلا۔ اور اگر معاملات کو اسی طرح چھوڑ دیا گیا تو مدینہ بغاوت
اور غارتگری کا گھر بن جائیگا۔ اور نقص امن کا اندیشہ ہو گا۔ اسلئے آپ نے بنی کنوکا سے کہا یا تو وہ اسلامی
جمہوریت میں داخل ہو جائیں یا مدینہ کو چھوڑ دیں لیکن انہوں نے اس حکم کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور اپنے
قلعوں میں چلے گئے۔ فوراً ہی تمام قلعوں کا محاصرہ کر لیا گیا۔ پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد بنی کنوکا
نے اطاعت قبول کر لی۔ وہ سخت سزا کے مستحق تھے لیکن نبی کریم صلعم نے نہایت رحمدلی سے انہیں
صرف جلاوطن کر دیا۔ بنی کنوکا کے چلے جانے پر ایک اور قبیلے نے بغاوت کا جھنڈا اُٹھایا۔ مکے کے قریش
ہمیشہ بنی ناظر کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے رہتے تھے انہوں نے نبی کریم صلعم کو مارنے کی سازش بھی
کی۔ ایک دفعہ آپ انکے پاس معاملے پر گفتگو کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔ آپ ایک گھر کی دیوار کے نزدیک
کھڑے تھے۔ ایک یہودی اس موقعہ کو غنیمت جان کر مکان کی چھت پر اسلئے گیا کہ ایک بھاری پتھر آپکے
سر مبارک پر پھینک دے۔ نبی کریم صلعم کو اس کا علم ہو گیا۔ اور آپ فوراً اس جگہ سے چلے گئے۔ جب ان کو
اس فریب میں ناکامیابی ہوئی۔ انہوں نے ایک اور چال چلی۔ اور نبی کریم صلعم کو معہ تین واعظوں کے
ایک مذہبی مباحثہ کیلئے دعوت دی۔ جسے آپ نے منظور کر لیا۔ راستہ میں آپ کو معلوم ہو گیا۔ کہ یہودی تلواروں
سے مسلح ہیں اور قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں آپ واپس آ گئے۔ اور اس دفعہ بھی یہودیوں کو اپنے

مقصد میں ناکامیابی ہوئی بنی نا ظر نے بھی بنی کنوکا کی طرح بدعہدی کر کے اظہار مخاصمت کیا نبی کریم صلعم نے ان کو ویسا ہی پیغام بھیجا جو آپ نے بنی کنوکا کو دیا تھا۔ اور اس کا جواب بھی انہوں نے ویسا ہی بے ادبی اور گستاخی کے لہجہ میں دیا کیونکہ ان کو منافقان اسلام کی مدد پر بھروسہ تھا لیکن آخر انکو اس مدد سے مایوسی ہو گئی۔ اور بنی کنوکا کی طرح قلعہ میں بیٹھ گئے مسلمانوں نے محاصرہ کیا پندرہ دن کے بعد انہوں نے اطاعت قبول کی اور انکو شہر چھوڑنے کیلئے حکم ہوا لیکن انہیں اجازت ملی کہ اپنا مال اور اسباب اونٹوں پر لاد کر اپنے ہمراہ لیجائیں جانے سے پہلے انہوں نے اپنے تمام مکانات کو گرا دیا۔ تاکہ مسلمان انہیں استعمال نہ کرسکیں۔ اگرچہ انہیں اپنے عزیز گھروں سے مجبوراً علیحدہ ہونا پڑا پھر بھی وہ نہایت خوشی سے روانہ ہوئے وہ تمام اونٹوں پر سوار تھے اور باجا بجاتے ہوئے ایک عظیم الشان جلوس میں شہر سے روانہ ہوئے شہر مدینے کے لوگ انکے جلوس کی شان و شوکت دیکھ کر بہت حیران ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہود نے اس جلاوطنی کو سزا نہیں سمجھا بلکہ وہ نہایت جوش و خروش سے روانہ ہو گئے شاید ان کو اپنی نو آبادی سے پھر اسلام پر حملہ کرنے کا خیال تھا جیسا کہ بعد کے واقعات نے ظاہر کر دیا تمام زمین اور سامان جنگ جو یہود پیچھے چھوڑ گئے تھے مہاجرین میں تقسیم کیا گیا جنکی اب تک انصار نہایت فراخدلی سے مدد کرتے رہے۔ اسطرح مدینہ میں تو یہود سے جنگ ختم ہوا لیکن کچھ عرصہ بعد جنگ پھر اس کا آغاز جنگ خیبر سے ہوا۔ مدینہ میں یہود کی بغاوت انکی جلاوطنی کے بعد ختم ہوئی لیکن وہ ہمسایہ قبائل کو اسلام کے خلاف ابھارتے رہے جس سے جمہوریت اسلامی کیلئے ایک خطرہ پیدا ہو گیا۔ یہ تمام صحرائی قبائل جو نہایت وحشی اور جنگجو تھے ہمیشہ مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتے رہتے تھے انمور اور ثعلبہ نے ۵ ہجری میں حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کیں جب نبی کریم کو خبر ملی تو آپ فوراً چار سو مسلمانوں کو لیکر دشمن کے مقابلہ کیلئے نکل آئے جو یہ خبر سنتے ہی پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے اسی سال بت پرستوں نے جندال میں مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کیلئے ایک بڑی فوج جمع کی نبی کریم صلعم ایک ہزار آدمی لیکر مدینہ سے باہر نکلے دشمن کی فوج بغیر لڑے ہوئے واپس ہو گئی۔ اسی طرح حارث بن ابی ذرار نے جو خوزاکے خانہ بدوش قبیلہ کا سردار تھا قریش مکہ کے کہنے پر مدینہ کے حملہ کی تیاری کی۔ نبی کریم صلعم نے اس خبر کو تصدیق کرنے کیلئے بریدہ بن خاسب کو بھیجا جس نے واپس آکر اس خبر کی تصدیق کی۔ اسلئے مسلم فوج بھی ۲ شعبان ۵ ہجری کو مدینہ سے باہر نکلی لیکن جب حارث کو اس فوج کے آنے کی خبر ملی تو اسکی تمام فوج بھاگ گئی۔ اور اس نے خود ایک پہاڑ میں جا کر پناہ لی +

نام کتاب	قیمت
اصلاح الرسوم	۲ر
مجموعۂ وظائف	۴ر
جذبات اسلام	۵ر
عقیلہ بیگم	۳ر
قومی گیت	۵ر
حسن و صحت	۶ر
الفاطمہ	۲ر
ڈاکٹر حلیمہ خانم	۱۴ر
سہیلی نامہ	۷ر
نیا باورچی خانہ	۶ر
ترکی کھانے	۴ر
آداب النسوان	۶ر
چڑے چڑیا کی کہانی	۳ر
لاڈلا بیٹا	۳ر

نام کتاب	قیمت
رفیق مرزا	۴ر
مجموعۂ ظرافت	۳ر
چپ کی داد	۲ر
مسدس حالی	۶ر
زنانہ خطوط	۵ر
صنعت خانہ	۴ر
رباعیات حالی	۳ر
رباعیات انیس و دبیر	۳ر
نظم نعت	۴ر
قاعدہ سیپارہ	۳ر
کنز الآخرۃ	عسکر
چاند تارے	۳ر
زنانہ نصاب لڑکیوں کا اردو مدرسہ لکھنؤ کی پہلی ۲ر دوسری ۲ر تیسری ۳ر چوتھی ۴ر پانچویں ۵ر	عہ/ر

دیگر

نام کتاب	نام مصنف	قیمت
ترجمۃ القرآن اردو معہ تفسیر پہلا پارہ	حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے	۴ر
عصمت انبیاء	″	۹ر
غلامی	″	۴ر
ترجمۃ القرآن انگریزی مکمل معہ تفسیر	″	درجہ اول عہ۲ درجہ دوم عہ۵
سیرت خیر البشر	″	عسکر
جمع قرآن	″	۱۳ر
مقام حدیث	″	۸ر
نکات القرآن	″	حصہ سوم ۸ر
النبوت فی الاسلام	″	عسکر
حدوث مادہ	″	۵ر
تفسیر سورہ فاتحہ	″	۴ر
مسیح موعود مجلد	″	۸ر
شناخت مامورین	″	۳ر

نام کتاب	نام مصنف	قیمت
حقیقۃ المسیح	حضرت مولوی محمد علی صاحب	۲ر
مراۃ الحقیقۃ	″	۵ر
آیت اللہ	″	۴ر
احمد مجتبیٰ	″	۴ر
سلسلۂ تصنیفات احمدیہ جلد اول براہین احمدیہ	حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد	اول درجہ ولایتی عسہ دوم درجہ دیسی ۸ر
سلسلۂ تصنیفات احمدیہ جلد دوم	″	عنقریب شائع ہوگی
″ ″ سوم	″	مجلد عہ ۱۲ر
ملفوظات احمدیہ	″	قسم دوم ۱۲آر
اسلامی اصول کی فلاسفی	″	۱۲ر
فتح اسلام	″	۵ر
توضیح مرام	″	۵ر
ازالہ اوہام	″	دو حصص عہ
پیغام صلح	″	۱ر
الوصیت	″	۲ر
در ثمین	″	۱۲ر

نام کتاب	نام مصنف	قیمت
القول المجدد فی تفسیر اسمہ احمد	علامہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی	١٠/
اظہار النصائح	"	۵/
سراج الوہاج	"	۴/
سنتہ ضروریہ	"	۳/
کشف الالتباس	"	۰۲/
سواء السبیل	"	۰۲/
صانت الناس	"	
علام الناس	"	۲/
الصحیٰ	"	۱/
نماز	مولوی مصطفیٰ خاں صاحب [illegible] بی اے	١٠/
حج		٦/
زکوٰۃ	"	۰۲/
روزہ	"	۴/
تربیت اولاد	"	۵/
غزوات نبوی	"	٨/
کالشمس اور نبوت	"	۳/
عمل مصفیٰ	مولوی نور احمد ابن نور بخش صاحب زبدۃ الحکما	دو حصص للعہ
مرقاۃ الیقین	مولوی اکبر شاہ خاں صاحب	۹/
ویدک سائنس	مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت	۰۲/
اسماء الٰہیہ	"	۷/

تصنیفات مسلم بک سوسائٹی

نام کتاب	نام مصنف	قیمت
مسجد ووکنگ کے ابتدائی خطبات	خواجہ کمال الدین صاحب	۳/
توحید۔ دعا۔ تصوف	"	۲/
خطبات عیدین	"	۲/

نام کتاب	نام مصنف	قیمت
دہریوں اور ملحدین کو خطاب	خواجہ کمال الدین صاحب	۳/
اسلام اور دیگر مذاہب	"	۳/
حقوق نسواں	"	۲/
لمعات انوار محمدیہ	"	٦/
براہین نیرہ	"	۱۲/
ام الالسنہ	"	۱۳/
اسوہ حسنہ	"	٨/
ذرات عالم کا مذہب	"	٨/
اسلام اور علوم جدیدہ	"	۴/
مسیح کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر	"	٦/
صحیفہ آصفیہ	"	۲/
کرشن اوتار	"	۱/
مسلم مشنری کے ولایتی لیکچر حصہ اول	"	۱/
توضیح الاسلام	"	زیر طبع
سیر افکار	"	"
ہستی باری تعالیٰ	"	"
مکالمات ملیہ	"	"
ضرورت الہام	"	"
سلک مروارید	"	"

دیگر مصنفین

نام کتاب	نام مصنف	قیمت
قرآن اور جنگ	حضرت مولوی صدر الدین صاحب	۵/
سیرت نبوی		۵/
دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ	جناب منیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر ایٹ لا	٨/
تسہیل القرآن		۵/

درخواستیں بنام خواجہ عبدالغنی مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں

اسلامیہ سٹیم پریس بھاٹی دروازہ لاہور میں حافظ مظفر الدین کے اہتمام سے چھپا کر خواجہ عبدالغنی مینیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا